مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (القرآن)

قادیانیت

کا

تعارف

مرتب

خادمِ ختمِ نبوت مولانا مفتی محمود بارڈولی صاحب دامت برکاتہم

استاذِ حدیث وتفسیر و یکے از خدامِ شعبۂ تحفظِ شریعت

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل۔سملک

ناشر

شعبۂ تحفظِ شریعت

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل۔سملک، ضلع: نوساری، گجرات، (الہند)

تفصیلات

نام کتاب:..............................﴿قادیانیت کا تعارف﴾

مرتب:........................﴿مفتی محمود حافظ جی بارڈولی مدظلہ﴾

ناشر:........................﴿شعبۂ تحفظِ شریعت جامعہ ڈابھیل﴾

صفحات:...............................﴿۱۲۰﴾

سنِ طباعتِ ثانی:......................﴿۱۴۴۰ھ مطابق ۲۰۱۹ء﴾

﴿ملنے کا پتہ﴾

شعبۂ تحفظِ شریعت

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل-سملک

فون نمبر: +91- 7096714117

❁---❁---❁

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	کلماتِ بابرکت (از حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم)	۱۰
۲	دعائیہ کلمات (از حضرت مہتمم صاحب مدظلہ)	۱۳
۳	پیش لفظ (طبعِ ثانی)	۱۵
۴	تحفظِ ختمِ نبوّت کی اہمیت	۱۶
۵	اکابرین کا فکر اور بشارتیں	۱۷
۶	پیشِ لفظ (طبعِ اول)	۲۱
۷	کسی بھی تحریک کو سمجھنے کے بنیادی اصول	۲۱
	قادیانیت کا تعارف	
۸	وہبی اور کسبی نعمتیں	۲۴
۹	نبی اور رسول کی ضرورت کیوں؟	۲۵
۱۰	پہلی وجہ	۲۵
۱۱	دوسری وجہ	۲۶
۱۲	تیسری وجہ	۲۶
۱۳	چوتھی وجہ	۲۷

۱۴	پانچویں وجہ	۲۸
۱۵	رسول اور نبی کی تعریف	۲۹
۱۶	نبی اور رسول صرف انسانوں میں سے تھے اور وہ بھی صرف مرد تھے	۳۰
۱۷	نبی اور رسول کی تعداد	۳۲
۱۸	پیغمبروں کی چند خاص خوبیاں	۳۳
۱۹	جماعتِ احمدیہ کے وجود میں آنے کا تاریخی راز	۳۵
۲۰	قادیانی جماعت کے بانی ''مرزا غلام احمد قادیانی'' کی شخصیت	۳۶
۲۱	بانیِ جماعتِ قادیانی کا خود اپنے قلم سے تعارف	۳۷
۲۲	خاندان	۳۷
۲۳	پیدائش	۳۷
۲۴	دینی تعلیم کا حال	۳۸
۲۵	ملازمت	۳۸
۲۶	نکاح اور اولاد	۳۹
۲۷	دوسرا نکاح	۴۰
۲۸	تیسرے نکاح کی خواہش، جھوٹ فریب کا اعلان	۴۰
۲۹	مرزا صاحب کی زندگی کا مختصر خاکہ	۴۱
۳۰	مرزا صاحب کی عمر اور عبرت ناک موت	۴۲
۳۱	مکہ، مدینہ کی موت	۴۳

۳۲	اتنا ضرور یاد رکھیے!	۴۴
۳۳	مرزا صاحب اور جماعتِ قادیانی انگریزوں کے وفادار اور متحدہ ہندوستان کے دشمن	۴۴
۳۴	پورا ملک اور ملک کے باشندے انگریزوں کی آمد پر ناراض اور مرزا صاحب اور ان کے خاندان کا حال	۴۵
۳۵	مرزا کی نظر میں انگریزوں کی وفاداری فرضِ عین	۴۷
۳۶	انگریزوں کا جاسوس	۴۸
۳۷	ملک دشمن انگریز کا شکریہ	۴۸
۳۸	انگریز کے لیے دعا	۴۸
۳۹	ظالموں کی مدد	۴۹
۴۰	نبوت کے جھوٹے دعوے دار	۵۰
۴۱	مرزا صاحب کی عملی زندگی کے تین دور	۵۱
۴۲	جھوٹی نبوت کی ابتدا	۵۳
۴۳	مرزا صاحب کے خلفا	۵۴
۴۴	مرزا صاحب کے دعوؤں پر ایک نظر	۵۵
۴۵	نبوت اور فرشتہ ہونے کا دعویٰ	۵۶
۴۶	کسبی نبوّت	۵۸
۴۷	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقام پر ہونے کا دعویٰ	۵۹

۴۸	حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ	۵۹
۴۹	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہونے کا دعویٰ	۵۹
۵۰	عام انبیا سے افضل ہونے کا دعویٰ	۵۹
۵۱	نبوّت ورسالت کی توہین	٦۰
۵۲	حجرِ اسود ہونے کا دعویٰ	٦۰
۵۳	کرشن ہونے کا دعویٰ	٦۰
۵۴	خدا ہونے کا دعویٰ	٦۰
۵۵	مرزا، حقیقی نبی	٦۱
۵٦	قادیان میں حج	٦۱
۵۷	دنیا کے مختلف مذہب اور مقدس سمجھی جانے والی کتب وشخصیات کی توہین	٦۲
۵۸	حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ کی گستاخی	٦۲
۵۹	قرآن شریف کی توہین	٦۲
٦۰	نواسۂ رسول حضرت حسینؓ کی توہین	٦۲
٦۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں سنگین گستاخی	٦۳
٦۲	سِکھ ظالم	٦۳
٦۳	پنڈت دیانند سرسوتی کی توہین	٦۴
٦۴	ویدا اور آریہ مذہب کی توہین	٦۵

٦٥	پرمیشر کی توہین	٦٦
٦٦	کرشن کی توہین	٦٧
٦٧	ہندو مذہب کے بزرگوں اور جوگیوں کے متعلق نامناسب کلمات	٦٨
٦٨	خود قادیانی اپنے آپ کو اسلام سے الگ سمجھتے ہیں	٦٩
٦٩	قادیانی احمدی مسلمان نہیں ایک الگ سے نیا مذہب ہے	٧٠
٧٠	دیوبندی علما کا فتویٰ	٧٢
٧١	رضاخانی بریلوی علما کا فتویٰ	٧٤
٧٢	جماعتِ اسلامی کے بانی کا فتویٰ	٧٤
٧٣	اہلِ حدیث، سلفی غیر مقلدین علما کا فتویٰ	٧٥
٧٤	عرب ممالک کے علماء اور مختلف تنظیموں کی طرف سے شائع شدہ فتاویٰ	٧٥
٧٥	ختمِ نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں	٧٧
٧٦	امام ابوحنیفہؒ اور ختمِ نبوت	٧٨
٧٧	ختمِ نبوت قرآن کی روشنی میں	٧٩
٧٨	ختمِ نبوت حدیث کی روشنی میں	٨٢
٧٩	قادیانی مسلمان کیوں نہیں؟	٨٦
٨٠	دو اہم باتیں	٨٧
٨١	نزولِ عیسیٰ علیہ السلام ختمِ نبوت کے منافی نہیں	٨٧

۸۲	نبوت کا باقی نہ رہنا رحمت ہے	۸۸
۸۳	برادرانِ اسلام سے مؤدبانہ اپیل	۸۸
۸۴	نبیوں کے اوصاف	۸۹
۸۵	نبیوں کی پاکیزہ مہذب اور پروقار شخصیت	۸۹
۸۶	نبی کی تربیت اور مرزا جی کے استاذ	۹۰
۸۷	نبی خدا کا نمائندہ ہوتا ہے	۹۱
۸۸	نبی پر وحی مادری زبان	۹۱
۸۹	نبی اپنی وحی بھولتے نہیں	۹۲
۹۰	نبیوں کی پیشین گوئیاں اور مرزا صاحب کی شیخ چلیاں	۹۲
۹۱	تحفظِ ختمِ نبوت اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ	۹۴
۹۲	فتنۂ قادیانیت کی بنیاد	۹۵
۹۳	مرزا کی پوری زندگی تضاد سے بھری ہوئی	۹۵
۹۴	قادیانی ممتاز کافر	۹۶
۹۵	بدنصیبی و خوش نصیبی	۹۶
۹۶	فتنۂ قادیانیت کے سلسلے میں حضرت شاہ صاحبؒ کی بے قراری	۹۷
۹۷	مقدمۂ بہاولپور	۹۷
۹۸	نجات کا سامان	۹۹
۹۹	ہم سے تو گلی کتا بہتر	۹۹

۱۰۰	مرزا جہنم میں ہے	۱۰۰
۱۰۱	چھ ماہ نیند اڑ گئی	۱۰۱
۱۰۲	زخم کا خون	۱۰۱
۱۰۳	آپ ﷺ کا منامی حکم	۱۰۱
۱۰۴	قبر سے پیغام	۱۰۲
۱۰۵	شیطان اور مرزا	۱۰۲
۱۰۶	حضرت شاہؒ کے پیشِ نظر قادیانیت کو ختم کرنے کے چند اقدامات تھے	۱۰۳
۱۰۷	عمر ضائع کر دی!!!! ایک چشم کشا حقیقت	۱۰۳
۱۰۸	ذات کا تحفظ افضل	۱۰۶
۱۰۹	حضرت علامہ کی آخری دنوں کی تقریر	۱۰۶
۱۱۰	علامہ یوسف بنوریؒ اور ختمِ نبوت	۱۰۸
۱۱۱	ہماری ذمے داری	۱۰۹
۱۱۲	مرزا قادیانی کا مختصر تعارف اور کرتوت	۱۱۰
۱۱۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مختصر تعارف اور کارنامے	۱۱۲
۱۱۴	حضرت مہدیؓ کا مختصر تعارف اور کارنامے	۱۱۴
۱۱۵	شکیل بن حنیف کا مختصر تعارف اور کرتوت	۱۱۵
۱۱۶	مرزا کی کتابوں کی فہرست	۱۱۶

کلماتِ بابرکت

از: استاذی و مشفقی و مرشدی: حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
(شیخ الحدیث و سرپرست دارالافتاء: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل۔سملک)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت محمد ﷺ نے امت کے تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوجانے، نیز جہنم کے دہانے کھڑے آواز دینے والے جھوٹی نبوت کے دعویداروں کے متعلق پیشین گوئی فرمائی ہے۔ یہ وہ ظاہری و باطنی رونما ہونے والے فتنے ہیں جن سے بچنے کی امت کو تاکید کی گئی ہے، چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب میری امت میں تیس (۳۰) جھوٹے نبوت کے دعویدار ہوں گے، ہر ایک اپنے آپ کو یہ بتلائے گا کہ "میں نبی ہوں" حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (مشکوۃ، کتاب الفتن، الفصل الثانی: ج ۲/ص: ۴۶۵ بہ حوالہ ابوداؤد و مسلم)

حافظ ابنِ حجرؒ اور علامہ عینیؒ شرحِ بخاری میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حدیثِ بالا میں نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی تعداد تیس (۳۰) بتائی گئی ہے، اس سے مراد وہ دعویٰ کرنے والے ہیں جو بارعب اور بڑے دبدبہ والے ہوں گے؛ یعنی ان کے پیروکاروں کی تعداد زیادہ ہوگی؛ ورنہ نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی تعداد اس سے بھی بڑی ہے۔

اسلام کی چودہ سو (۱۴۰۰) سالہ تاریخ میں کئی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کچھ ہی عرصہ میں ان کا نام ونشان مٹ گیا؛ لیکن کئی ایسے بھی دعویدار ہوئے جو حد سے

تجاوز کر گئے، انہی میں سب سے پہلا ''یمامہ'' کا باشندہ مسیلمۂ کذاب تھا، جس نے اپنے ساتھ چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) کے جمِ غفیر کو جمع کر لیا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں اس فتنۂ عظیم کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

اسی طرح ایک صدی پہلے غیر منقسم ہندوستان میں صوبہ: پنجاب کے ضلع: گورداس پور کے قصبہ: قادیان کے ایک باشندے ''مرزا غلام احمد قادیانی'' نے اپنے مہدی ہونے، مسیح ہونے اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور اس زمانے کی حکومت کے سایہ میں اس نے بڑا زور پکڑا، تو علمائے کرام نے سنتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اتباع میں اس فتنۂ عظیم کی بیخ کنی کے واسطے بھر پور جدو جہد کی۔

ختمِ نبوت کی اس تحریک میں علمائے دیوبند پیش پیش تھے؛ لیکن تقسیمِ ہند کے بعد یہ فتنہ پاکستان میں محدود ہو گیا، اور وہاں کے ''ربوہ'' نامی مقام کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی، وہاں اس فتنہ نے جوش و خروش کے ساتھ سر اٹھایا، تو پھر علمائے دیوبند نے اس کی سرکوبی میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس فتنے سے آگاہ کیا۔

اب سیاست دانوں کی گندی سیاست کے سہارے اس فتنے نے دوبارہ ہندستان میں سر اٹھایا ہے، اور انہی سیاست دانوں کے زیرِ سایہ زور پکڑے ہوئے ہے، علمائے دیوبند بزرگانِ دین کی سنتِ قدیمہ کے پیشِ نظر اس کی سرکوبی کے لیے میدان میں پورے طور پر اترے ہوئے ہیں۔

صوبۂ گجرات میں بھی اس فتنے نے اپنے قدم رکھ دیے ہیں اور بے خبری کی

وجہ سے عوام اس کے چنگل میں آرہی ہے اور دوبارہ اس فتنے نے سر اٹھایا ہے۔

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کو جن مایۂ ناز علمائے کرام کی آمد کی وجہ سے دنیا بھر میں نیک نامی حاصل ہوئی، ماضی میں انھوں نے اس فتنے کو دبانے کی بھرپور کوشش کی تھی؛ لٰہذا جامعہ نے اپنی ذمے داری سمجھ کر اس کی طرف توجہ مبذول کی ہے، اور جامعہ کے ایک مدرس عزیزِ محترم مولانا مفتی محمود صاحب بارڈولی سلمہٗ اس اہم کام میں قابلِ قدر خدمت انجام دے رہے ہیں، انھوں نے مرزا صاحب کی تصنیفات سے اہم مواد جمع کرکے اس کے اصلی چہرے کو ظاہر کیا ہے جس کو کتابچہ کی صورت میں جامعہ شائع کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کے مرتب اور شائع کنندہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے، نیز یہ کتاب مسلمانوں کے لیے سود مند ثابت ہو اور فتنۂ عظیم سے حفاظت کا ذریعہ بنے، آمین۔

(مفتی) احمد خانپوری (صاحب دامت برکاتہم)

۱۲/ ۳/ ۱۴۳۰ھ ہجری

دعائیہ کلمات

از: حضرت مولانا احمد بن مولانا سعید بزرگ صاحب سملکی دامت برکاتہم

مہتمم: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل۔سملک

اللہ کے رسول؛ حضرت محمد ﷺ نے اپنی ایک حدیثِ پاک میں قیامت سے پہلے پیش آنے والے فتنوں کی کثرت اور حالات کی سنگینی کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: اس فتنوں کے دور میں آدمی صبح کے وقت ایمان والا ہوگا تو شام کے وقت تک ایمان کی متاعِ گراں مایہ کو کھو چکا ہوگا، اور شام کے وقت ایمان والا ہوگا تو صبح تک اپنا ایمان کھو چکا ہوگا، اس حدیث شریف میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ الحاد اور ارتداد کی ہوا الگ الگ انداز میں اس کثرت سے چلے گی کہ آدمی بہت تھوڑے وقت میں دنیا میں اپنے ایمان کو چھوڑ کر آخرت کی دائمی زندگی کی ناکامی اختیار کر لے گا۔

آج ہم جب اپنے اردگرد نظر دوڑاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا فتنوں کا سیلاب آیا ہوا ہے، امت داخلی اور خارجی فتنوں کا شکار ہوکر اپنا ایمان کھوتی جارہی ہے۔

ایسے پر آشوب دور میں اشاعتِ دین کے ساتھ ساتھ حفاظتِ دین کی ذمے داری امت کے اہلِ حق علما پر دگنی ہوجاتی ہے؛ کیوں کہ علما ہی علومِ نبوت کے حامل اور فکرِ نبوت کے وارث ہیں، تقریباً ایک صدی سے زیادہ عرصے سے قادیانی حضرات اسلام کا لبادہ اوڑھ کر امت کے غریب اور کم علم افراد کو اپنے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت میں شامل کرنے کی انتھک کوششوں میں لگے ہوئے ہیں؛ مگر بحمد اللہ! ہر میدان میں علمائے حق نے ان کے باطل عقائد کھول کھول کر امت کے سامنے رکھ دیے۔

جامعہ نے روزِ اول ہی سے اس سلسلے میں اپنی اہم خدمات انجام دی ہیں، جامعہ کے شیخ الحدیث اول حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور جامعہ کے فاضلِ اول حضرت علامہ یوسف بنوریؒ، نیز میرے دادا جامعہ کے مہتممِ ثانی حضرت مولانا احمد بزرگؒ و دیگر اکابرینِ جامعہ کی اس ذیل میں خدمات ناقابلِ فراموش ہیں، جس کا تفصیلی تذکرہ ''تاریخِ جامعہ'' اور ''مباحثۂ رنگون'' میں دیکھا جاسکتا ہے، ابھی قریبی زمانے ہی میں گجرات کے بعض علاقوں میں جب قادیانیت نے پیر پھیلانے چاہے تو جامعہ کی طرف سے ان کا بھرپور تعاقب کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال رہی اور مثبت نتائج سامنے آئے۔

پیشِ نظر کتابچہ ''قادیانیت کا تعارف'' جسے جامعہ کے مؤقر استاذ مفتی محمود صاحب بارڈولی أطال اللہ بقائه بالعافية نے مرتب کیا ہے، یہ کتاب جامعہ کی طرف سے حفاظتِ دین کے سلسلے میں ایک چھوٹی سی کاوش ہے، جسے جامعہ کی ''شعبۂ تحفظِ شریعت'' کی جانب سے شائع کیا جارہا ہے۔

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرتب کی دیگر کتب کی طرح اِس کتابچے کو بھی قبولیتِ عامہ وتامہ سے سرفراز فرمائے، خود مرتب اور تمام متعلقینِ جامعہ کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (آمین یارب العلمین)

(مولانا) احمد بن مولانا سعید احمد بزرگ (دامت برکاتہم)

خادم الطلبہ: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل۔ سملک

مؤرخہ: ۶/رجب ۱۴۴۰ھ، مطابق: ۱۴/مارچ ۲۰۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ (طبعِ ثانی)

از مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: محمد (ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے (نسبی) باپ نہیں ہیں؛ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں﴿۴۰﴾

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نبیِ کریم ﷺ کے اللہ کے رسول ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی صفت ''خاتم النبیین'' ذکر فرمائی ہے، یعنی آپ ﷺ اللہ کے رسول اور سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں، معلوم ہوا کہ اس بات کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا؛ اگر کوئی شخص حضرت محمد ﷺ کو بنی اور رسول تو مانے؛ مگر آخری نبی نہ مانتا ہو یا آخری نبی تو مانے؛ مگر ساتھ ہی ساتھ کسی اور کو بھی کسی قسم کا نبی مانتا ہو تو اس کا ایمان درست نہیں۔

حضرت محمد ﷺ کے بعد اس دنیا میں کسی بھی قسم کا کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا، یہ وہ

عقیدہ ہے جو صحابۂ کرامؓ نے نبی ﷺ سے سیکھا، پھر تابعین نے صحابۂ کرام سے یہی عقیدہ سیکھا اور اس کے بعد پورے چودہ سو سال تک امت کے اہلِ حق میں یہی عقیدہ رہا ہے؛ اسی لیے جب بھی کسی بڑے سے بڑے آدمی نے نبوت کا دعوی کیا؛ امت نے کبھی بھی اس کے دعوی کو قبول نہیں کیا؛ بلکہ ہر طرح سے اسے بھرپور جواب دینے کی کوشش کی، مسیلمۂ کذاب سے لے کر مسیلمۂ پنجاب تک کئی ایک ایسے عبرت ناک واقعات تاریخ کے سینے میں محفوظ ہیں؛ جو امت کے اپنے نبی سے عشق اور تحفظِ ختمِ نبوت سے بے پناہ لگاؤ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

تحفظِ ختمِ نبوت کی اہمیت

قریبی زمانے میں جب مسیلمۂ پنجاب: مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو بلاتفریقِ مسلک تمام مسلمانوں نے ہر طرح سے اس کا تعاقب کیا۔

اِس باب میں اکابر علمائے دیوبند نے خود بھی قربانیاں پیش کیں، اور اپنے متبعین ومحبین کو بھی اس فتنے کے مقابلے کے لیے ترغیب دیتے رہیں، چنانچہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں کہ: محدثِ عصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مفتی احمد الرحمٰنؒ اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ وغیرہ کی تصریحات اور تجربات کے نچوڑ سے میں یہ کہتا ہوں کہ اس دور میں اگر حضرت محمد ﷺ سے صحابۂ کرام والا تعلق کوئی قائم کرنا چاہتا ہے تو وہ آپ ﷺ کے عقیدۂ تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے اپنے آپ کو وقف کردے۔ (تحفۂ قادیانیت: ج ۵/ص: ۴۷۴)

اکابرین کی فکر اور بشارتیں

محدثِ عصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ: جب ابتداء قادیانیت کا فتنہ ترقی کرنے لگا اور ظاہری حالات پر قادیانیت کی گرفت دیکھی تو مسلسل چھ ماہ تک رات کو میں چین سے سو نہ سکا، جوں ہی آنکھ لگتی تو گھبرا کر اٹھ بیٹھتا کہ یہ فتنہ اسی طرح پھلتا پھولتا رہا تو اسلام کا کیا بنے گا۔ (کاروانِ تحریکِ ختمِ نبوت کے چند نقوش: ص ۱۰۰)

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ بہت بڑے عالمِ دین گذرے ہیں، وہ ہجرت کے ارادے سے مدینۂ طیبہ تشریف لے گئے تھے، رات کو خواب میں حضرت محمد ﷺ کی زیارت ہوئی، ارشاد فرمایا: میرے ملک میں دین کا کام کرنے والے کافی لوگ موجود ہیں، تم اپنے ملک واپس چلے جاؤ، اور میرے بیٹے سید عطاء اللہ کو سلام کہنا اور کہنا کہ: تم ختمِ نبوت کے لیے جو کام کر رہے ہو میں گنبدِ خضراء میں تمھاری کامیابی کے لیے جھولی پھیلائے دعا مانگ رہا ہوں۔ (بیانات و دروسِ ختمِ بنوت: ص ۵۸)

مولانا قاری محمد حنیف صاحبؒ اپنی تقریر میں فرماتے ہیں کہ: مولانا خیر محمد صاحبؒ (مقیم بھاولپور) نے خواب میں دیکھا کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں، اور انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت بھی طواف کر رہی ہے، اور پیچھے پیچھے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ چل رہے ہیں، مولانا خیر محمد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے خواب ہی میں شاہ جی سے پوچھا کہ: شاہ جی! یہ مرتبہ کیسے ملا کہ انبیا کے ساتھ طواف؟

شاہ جی فرمانے لگے: بس اللہ تعالیٰ نے یوں کریمی فرما دی کہ عطاء اللہ! تم نے میرے محبوب کی ختمِ نبوت کے لیے زندگی جیل میں کاٹ دی، مصیبتوں اور دکھوں میں

زندگی گزار دی، آجا! نبیوں کے ساتھ طواف کرتا رہ۔ (تذکرہ مجاہدینِ ختمِ نبوت: ص ۲۱۰)

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ وفات سے پہلے اپنی چار پائی اٹھوا کر دار العلوم میں لائے، تمام طلبہ اور اساتذہ کو اکٹھا کر کے کہا: تم میں سے جو شخص رسول اللہ ﷺ کی سفارش چاہتا ہے اسے چاہیے کہ ختمِ نبوت کا کام کرے، مرزائیت براہِ راست نبی ﷺ سے متصادم ہے، رسول اللہ ﷺ کے دشمن کے سامنے سینہ سپر ہونا ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے اور یہ بنیادی ضرورت ہے۔ (دروس و بیاناتِ ختمِ نبوت: ص ۲۳۶)

اِن مبشرات وواقعات کو ذکر کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ہم سمجھیں کہ اس کام کی اہمیت ہمارے اکابرین کی نظر میں کتنی زیادہ تھی، اور اس کے لیے انھوں نے کس قدر قربانیاں پیش کیں کہ انھیں مبشرات سے نوازا گیا، آج دوبارہ قادیانیت اپنے اپنے انداز میں مسلمانوں کی غربت اور جہالت کا فائدہ اٹھا کر انھیں گمراہ کر رہی ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلیں اور دینی حمیت کا ثبوت دیں، اور ایمانی تقاضوں کو پورا کریں، اور اپنے اپنے علاقے میں اور جہاں تک ہو سکے اس فتنے میں پھنسے لوگوں کی اصلاح کی فکر کریں۔

اِسی مقصد کے پیشِ نظر یہ رسالہ ''قادیانیت کا تعارف'' آپ کی خدمت میں دوبارہ طبع کر کے پیش کیا جا رہا ہے، ضروری مواد جمع کرنے کے ساتھ ساتھ اسے مختصر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، لہٰذا اگر اس میں کوئی خوبی ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا احسان ہے؛ اگر کوئی غلطی ہے تو بندے کو اپنے قصور کا اعتراف ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا گو ہوں: وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا

الْکَیْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا.

یہ بات بھی واضح کردوں کہ آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب دراصل مستقل کوئی تصنیف نہیں ہے؛ بلکہ جامعہ کی طرف سے گجراتی زبان میں شائع شدہ پانچ (۵) ہینڈ بِل (HAND BILL) اور دو (۲) رسالوں کا مجموعہ ہے، ہینڈ بِل اور رسائل ان ناموں سے ترتیب وار ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو چکے ہیں۔

(૧)કાદયાની ધર્મના સ્થાપક મિરઝા ગુલામ અહમદનું વ્યકિતત્વ. (હેન્ડ બિલ)

(૨)કાદયાની ધર્મના સ્થાપક મિરઝા ગુલામ અહમદ ના વિરોધાભાસી દાવાઓ.(હેન્ડ બિલ)

(૩) કાદયાની અહમદી કાફીર ગેરમુસ્લીમ.(હેન્ડ બિલ)

(૪)ખત્મે નુબુવ્વત કુર્આન અને હદીષ શ. ની રોશનીમાં.(હેન્ડ બિલ)

(૫)કાદયાની જેઓ પોતાને અહમદી કહે છે તે ધર્મના સ્થાપક મિરઝા સા. પોતે પોતાના ધર્મને ઈસ્લામથી અલગ સમજે છે.(હેન્ડ બિલ)

(૬)મીરઝા ગુલામ અહમદ કાદયાની વિશે સત્ય હકિકત.

(૭)અહમદીયા– કાદયાની જમાઅત ની સાચી ઓળખાણ.

ان رسائل کو اردو زبان میں منتقل کرنے میں جن احباب کا تعاون رہا میں ان کا بے حد ممنون ہوں، اسی طرح ہمارے جامعہ کے شعبۂ تحفظِ شریعت کے ایک نوجوان عالمِ دین، عزیزِ گرامی ''مفتی شعیب صاحب بمبوی سلمہٗ'' کے لیے بھی دعا کرتا ہوں کہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ انھیں خوب خوب جزائے خیر عطا فرمائیں کہ اس مجموعے کی ترتیبِ جدید اور حوالہ جات کی تخریج اور اہم اضافوں کو شامل کرنے میں ان کا بہت تعاون رہا، اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائیں اور علمی، عملی ترقیات سے مالا مال فرمائیں، اور تحفظِ ختمِ بنوت کے عظیم مشن کے لیے ان کو قبول فرمائیں۔(آمین یارب العلمین)

محمود بارڈولی عفی عنہ
استاذِ تفسیر وحدیث وخادمِ شعبۂ تحفظِ شریعت
جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک
مؤرخہ: ۱۰/رجب ۱۴۴۰ھ
مطابق
۱۸/مارچ ۲۰۱۹ء
بروز پیر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ (طبعِ اول)

از: محمود بارڈولی عفی عنہ

(خادمِ ختمِ نبوت، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل-سملک)

کسی بھی تحریک کو سمجھنے کے بنیادی اصول

کسی بھی تحریک کی حقیقت کو جاننے کے لیے اس کے بانی کے حالات کا جاننا نہایت ضروری ہے، اور اس تحریک کے بانی نے لوگوں کے سامنے جو دستور پیش کیا ہے اس کو گہرائی سے سمجھنا بھی ضروری ہوتا ہے، جیسے حضرت محمد ﷺ کا صفا پہاڑی پر چڑھنا اور اپنا تعارف کروانا، نیز جن حالات کے پیشِ نظر اس تحریک نے جنم لیا ہے ان حالات کا بھی جائزہ لینا ضروری ہے اور بانیٔ تحریک کی تالیفات اور تصنیفات کو بھی غور سے پڑھنا ضروری ہے، یہ وہ بنیادی اصول ہیں جو کسی تحریک کو سمجھنے کے لیے ضروری ہیں۔

جماعتِ احمدیہ اور قادیانیت کو سمجھانے کے لیے انہی اصول کی روشنی میں یہ تحریر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں؛ تاکہ جو حضرات ناواقفیت کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں اور اپنے عقیدے اور اعمال کو برباد کر رہے ہیں، وہ راہِ راست پا کر اللہ کے سامنے معافی تلافی کر کے جہنم سے نجات حاصل کر سکیں، نیز حضرت محمد ﷺ کی سنتوں پر عمل پیرا ہو کر کامیابی و کامرانی حاصل کر کے جنت کے مستحق ہو سکیں۔

قادیانیت اور جماعتِ احمدیہ کے بانی ''مرزا غلام احمد'' قادیانی ہیں، مرزا

صاحب کی پچاسی (۸۵) کے قریب تصانیف ہیں، جنھیں ''روحانی خزائن'' نامی کتاب کی ۲۳/جلدوں میں یکجا کردیا گیا ہے، یہ کتاب ملک پاکستان کے ''ربوہ'' (چناب نگر) مقام سے شائع ہوئی ہے۔ بندے نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔

اسی کو مدِ نظر رکھ کر بانیٔ جماعتِ احمدیہ کے عقائد ونظریات آپ کے سامنے پیش کررہا ہوں، اس کے علاوہ اس کتابچہ میں جماعتِ احمدیہ (قادیانیت) کے نام ور مصنفین کی دیگر کتابوں کے حوالے بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

مسلکِ حق کے جن دینی اداروں اور اکابرین نے ختمِ نبوت کے سلسلے میں جو اہم ترین خدمات انجام دی ہیں، اس میدان میں مادرِ علمی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل۔سملک بھی ہے، اور جامعہ کے اکابرین بحمد اللہ! صفِ اول میں شامل رہے ہیں، چنانچہ جامعہ ڈابھیل کے سب سے پہلے شیخ الحدیث محدثِ عصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور حضرتِ والا کے شاگردِ رشید اور جامعہ ڈابھیل کے اول فارغ التحصیل حضرت علامہ یوسف بنوریؒ جیسی عظیم شخصیات اور موجودہ دور میں کئی علمائے کرام اور بزرگانِ دین نے ختمِ نبوت کے میدان میں بیش بہا خدمات انجام دی ہیں، اس کی ایک طویل تاریخ ہے اور وہ سلسلۃ الذہب (سنہری کڑی) ہے، یہ کتابچہ بھی اسی کڑی میں ایک اضافہ ہے، دعا گو ہوں کہ حق تعالیٰ اس کتابچہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ان بھائیوں کے لیے جو جماعتِ احمدیہ (قادیانیت) کی ریشہ دوانیوں اور دسیسہ کاریوں سے متعارف نہ ہونے کی بنا پر غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔ راہِ راست پر آنے کا ذریعہ بنائے اور آخرت میں شفاعتِ نبوی ﷺ حاصل ہونے کا ذریعہ بنائے، آمین۔ وما ذلك على الله بعزيز.

قادیانیت

کا

تعارف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وصلی اللّٰہ علی سیدنا محمد خاتم النبیین و اٰلہ صحبہ أجمعین.

وہبی اور کسبی نعمتیں

اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہبی (۲) کسبی۔

(۱) وہبی: وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے بغیر کسی کے مانگے اور بلا کسی محنت ومشقت کے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عطا فرماتے ہیں، پیغمبری اور نبوت اسی قسم میں سے ہے جس میں بندوں کی طلب، محنت اور کوشش کا کوئی دخل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ جسے چاہے منتخب فرما کر اس کو اپنا نبی بناتے ہیں، نیز اس میں اس کے مناسب خوبیاں وکمالات بھی پیدا فرما دیتے ہیں، ایسے بندوں کو عربی میں مصطفیٰ اور مجتبیٰ کہا جاتا ہے؛ یعنی منتخب کیا ہوا۔

(۲) کسبی: وہ نعمتیں ہیں جو خدا اور رسول کی بتائی ہوئی باتوں کے مطابق محنت وریاضت کر کے حاصل کی جائیں؛ البتہ اس میں بھی خدا کی طرف سے توفیق وقبولیت کا شاملِ حال ہونا ضروری ہے، مثلاً: عالم ہونا، حافظ ہونا وغیرہ۔

الغرض! نبوت، پیغمبری اور رسالت ایک ایسا درجہ ہے جو خدا کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے، کوئی بھی انسان اپنی محنت، مجاہدہ، عبادت اور ریاضت سے اس مرتبے کو حاصل نہیں کر سکتا۔

لہٰذا یوں سمجھنا یا یہ عقیدہ رکھنا کہ نیکی، بھلائی اور علم میں ترقی کرتے کرتے انسان نبوت کے مرتبے تک پہنچ سکتا ہے، بالکل غلط ہے۔

نبی اور رسول کی ضرورت کیوں؟

پہلی وجہ

اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کو پیدا فرما کر دو ضرورتیں ان کے ساتھ وابستہ کردی ہیں:

(۱) روحانی ضرورت: جس کی بدولت خدا کی مرضی کے مطابق جن وانس زندگی گزار کر آخرت میں کامیابی حاصل کرسکیں، یہی انسان اور جنات کو دنیا میں پیدا کرنے کا مقصدِ اصلی ہے۔

(۲) دنیوی ضرورت: یعنی زندگی گزارنے کے لیے جن چیزوں کا ہونا ضروری ہے، مثلاً: کھانا، پینا، اوڑھنا اور حلال کمائی حاصل کرنا وغیرہ۔

خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا اور اللہ کے احکام کی پابندی کرنا انسان کے لیے ضروری ہے؛ لیکن مرضیاتِ خداوندی تک انسان کی رسائی ایک مشکل امر ہے؛ لہٰذا اس کے لیے نبی کی ضرورت ہے جو انسانوں کو خدا کی مرضیات کے مطابق زندگی گزارنے کی طرف رہنمائی کرے اور اس کے احکام کی فرماں برداری کا طریقہ بتلائے۔

نیز اسی طرح دنیوی ضروریات کی تکمیل میں انسان حد سے تجاوز نہ کرے اور غلط طریقہ اختیار نہ کرے، اس میں بھی نبی رہنمائی کرتے ہیں اور کون سی چیز فائدہ مند ہے اور کون سی چیز نقصان دِہ ہے اس میں بھی نبی کے ذریعہ رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

الغرض! دینی و دنیوی دونوں ضرورتوں کو انجام دینے کے لیے نبی انسانوں

کے کامل رہبر ہوتے ہیں اور اس سے رہبری حاصل کرنا ہر ایک انسان کے لیے ضروری ہے؛ لہٰذا نبی اور رسول کا ہونا ضروری ہے۔

دوسری وجہ

دنیا میں کئی چیزیں ایسی ہیں جن کو ایک انسان اچھی سمجھتا ہے، تو دوسرا اس کے برخلاف غلط سمجھتا ہے اور اس فیصلے میں انسان اپنے ذاتی فائدہ کو مدِ نظر رکھتا ہے، کسی موقع پر ایک بات اچھی سمجھتا ہے، تو وہی بات دوسرے موقع پر غلط سمجھتا ہے؛ اس لیے ایسے رہبر اور رہنما کی ضرورت محسوس ہوئی جو انسانوں کے فائدے کے پیشِ نظر صحیح اور غلط ہونے کو صاف الفاظ میں بیان کر کے ان کی طرف ان کو متوجہ کرے، اس طرح کی رہبری کرنے والے نبی کہلاتے ہیں، انسانوں کی اس رہبری کرنے میں نبی کو نہ اپنی دنیوی غرض مقصود ہوتی ہے، نہ کسی کو تکلیف اور نقصان پہنچانا پیشِ نظر ہوتا ہے۔

ان پیغمبروں کو خدا کی طرف سے ایسی انمول خوبیوں سے نوازا جاتا ہے جس کی بدولت اللہ کی وحی کردہ باتوں کی روشنی میں انسانوں کے لیے کیا مفید ہے اور کیا مضر ہے، اس کو بتلاتے ہیں۔

نوٹ: سائنس بھی مفید اور مضر چیز کی خبر دیتی ہے؛ مگر وہ وہی باتیں بتاتی ہیں جن کا مدار عقل اور تجربہ پر ہوتا ہے اور نبی ایسی باتیں بتاتا ہے جہاں تک انسان کی رسائی ناممکن ہوتی ہے اور تجربہ سے بھی آگے ہوتی ہے۔

تیسری وجہ

خدا کی طرف سے انسان کو جو طاقت اور قوت دی گئی ہے وہ محدود ہے، مثلاً:

آنکھ کا کام صرف دیکھنا ہے اور وہ وہاں تک دیکھنے کا کام انجام دیتی ہے جہاں تک اس میں دیکھنے کی طاقت ہو؛ اس سے آگے نہیں، اسی طرح عقل کا دائرۂ کار بھی محدود ہے، وہ بھی اس دائرہ میں رہ کر سوچ سکتی اور سمجھتی ہے؛ اس سے آگے نہیں؛ بلکہ کبھی عقل اپنی سوچ کے برخلاف غلطی کر جاتی ہے، مثال کے طور پر ہم ریل گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور پڑوس میں دوسری ریل گاڑی جب چلنے لگے، تو ہماری عقل محسوس کرتی ہے یا آنکھوں سے ایسا نظر آتا ہے کہ ہماری گاڑی چل رہی ہے، حالاں کہ ہماری گاڑی کھڑی ہوتی ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہماری طاقت اور قوت کمزور ہے جو اچھے اور برے کے درمیان قطعی طور پر تمیز نہیں کر سکتی، لہٰذا ایسے رہبر اور رہنما کی ضرورت تھی جن کی بتلائی باتوں میں شک وشبہ کا امکان ہی نہ ہو، کیوں کہ ان کو اس خدا کی طرف سے براہِ راست اس کی تعلیم دی جاتی ہے جو علیم وحکیم ہے۔ ایسا منتخب کردہ اور راہِ راست کی دعوت دینے والا شخص نبی ہوتا ہے۔

چوتھی وجہ

اگر آپ دنیا کے بادشاہوں کی طرف نظر دوڑائیں، تو ضرور دیکھیں گے کہ دنیا کے بادشاہ (جن کی حکومت محدود اور مال وجائداد بھی محدود ہوتے ہیں) بھی عوام کے سامنے خود اپنے قوانین اور احکام بیان نہیں کرتے؛ بلکہ وزیر کے واسطے سے قوانین واحکام پہنچاتے ہیں، اسی طرح خداوندِ قدوس جو تمام کائنات کے مالک ہیں وہ بھی اپنے احکام اور پیغام کو بندوں تک پہنچانے کے لیے نبی اور رسول کو منتخب فرماتے ہیں، اسی

منتخب شدہ نیک بخت انسان کو نبی کہا جاتا ہے۔

نوٹ: (۱) جس طرح حکومت کے کارکنوں کے درجات مختلف ہوتے ہیں، اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام کے بھی درجات مختلف ہوتے ہیں، جس طرح حکومت کے کارکنوں میں وزیرِ اعظم کا درجہ سب سے اونچا ہے، اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ سب سے اونچا ہے۔

(۲) جس طرح وُزَراء کا سلسلہ وزیرِ اعظم پر ختم ہوجاتا ہے، اسی طرح سلسلۂ نبوت بھی خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوجاتا ہے۔

(۳) جس طرح وزیرِ اعظم کے اوپر دوسرے کو وزیر ماننا وزیرِ اعظم کی توہین اور بے ادبی سمجھی جاتی ہے اسی طرح خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی ماننا یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور بے ادبی ہے۔

پانچویں وجہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اس لیے پیدا فرمایا کہ وہ اللہ کی رضا مندی والے امور انجام دے اور ناراض کرنے والے امور سے اپنے آپ کو بچائے، اب اللہ کو خوش کرنے والے کاموں کی پہچان ضروری ہے؛ تاکہ اس پر عمل کرسکیں اور ناراض کرنے والے امور کو جاننا بھی ضروری ہے، جن سے دور رہ سکیں، اور یہ دونوں چیزیں جاننا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کرنے کی اور اس سے احکام کو براہِ راست حاصل کرنے کی اس عالمِ فانی میں ہر انسان میں طاقت وقوت نہیں ہے، جب عین دوپہر کے وقت سورج کی روشنی کی طرف دیکھنا انسان کے لیے مشکل

ہے، تو روشنی پیدا کرنے والے کے نور کو برداشت کرنا بھی مشکل ترین بات ہے، لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ ایسی شخصیت ہو جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغامات آئیں اور وہ ان پیغامات کو بندوں تک پہنچانے کے لیے ذریعہ وواسطہ بنے، اور وہ انسانوں کو خیر وشر، مرضیاتِ الٰہی ونامرضیات کی تعلیم دیں، اسی ذریعہ اور واسطے کو نبی کہا جاتا ہے۔

رسول اور نبی کی تعریف

رسول: یہ عربی لفظ ہے، اس کی جمع ''رُسُل'' آتی ہے، لغت میں اس کے معنیٰ ''بھیجا ہوا'' ہے۔ یہ لفظ قرآنِ مجید میں انسان وفرشتے دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے، فرشتوں کے لیے جب یہ لفظ مستعمل ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ''خدا تعالیٰ کے مقدس کلام کو انسانوں میں جو رسول ہوتا ہے اس تک پہنچانے والا فرشتہ''۔

نبی: یہ بھی عربی لفظ ہے، اس کی جمع ''انبیاء'' ہے، لغت میں اس کے معنیٰ ''اہم بات کی خبر دینے والا'' ہے۔ نبی کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ خدا کی طرف سے باتیں بندوں تک پہنچاتا ہے اور بتلاتا ہے۔

شریعت کی اصطلاح میں ''رسول'' ایسے پیغمبر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے نئی کتاب اور نئی شریعت دے کر دنیا میں بندوں کی طرف بھیجا ہو، خواہ وہ بندے خدا کو مانتے ہوں یا نہ مانتے ہوں، پہچانتے ہوں یا نہ پہچانتے ہوں؛ تاکہ وہ ان سب کو راہِ راست دکھائے۔

لفظِ نبی ہر پیغمبر کے لیے بولا جاتا ہے، خواہ اس کو نئی کتاب اور نئی شریعت دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو، چاہے وہ اپنے ماقبل زمانے کے نبی کی شریعت وکتاب کے

مطابق راہِ راست بتاتے ہوں۔

اِس سے معلوم ہوا کہ لفظ ''نبی'' عام ہے اور لفظ ''رسول'' خاص ہے، ہر رسول کو نبی کہہ سکتے ہیں؛ لیکن ہر نبی کو رسول نہیں کہا جا سکتا؛ کیوں کہ رسالت یہ اعلیٰ درجہ ہے۔

بعض علما کا کہنا ہے کہ جو صرف مؤمن یعنی خدا تعالیٰ کو ماننے اور جاننے والے بندوں کو راہِ راست کی تعلیم دے وہ ''نبی'' ہے اور جو خدا تعالیٰ کو ماننے والے اور نہ ماننے والے دونوں طرح کے بندوں کو راہِ راست کی تعلیم دے وہ ''رسول'' ہے۔

دنیا کے سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے جو دنیا کے سب سے پہلے انسان بھی ہیں اور سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے، ان سے پہلے جو پیغمبر آئے، مثلاً حضرت شیث علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام وہ نبی تھے اور سب سے آخر میں تشریف لانے والے رسول اور نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

نبی و رسول صرف انسانوں میں سے تھے اور وہ بھی صرف مرد تھے

نبی اور رسول صرف انسان ہی میں ہوئے ہیں؛ چوں کہ جنات کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے جو ہمیشہ آنکھوں سے اوجھل رہتے ہیں، ان کے طبعی احوال انسانوں سے جداگانہ ہونے کی بنا پر ان سے فائدہ حاصل کرنا مشکل تھا؛ لہٰذا جنات میں سے انسانوں کے لیے کوئی نبی نہیں بنایا گیا۔

اسی طرح فرشتے جو نور سے پیدا کیے گئے ہیں اور لطیف اجسام والے ہیں، اگر ان کو نبوت کا منصب و درجہ عطا کیا جاتا تو انسانوں کو ان سے فائدہ حاصل کرنا مشکل ہو جاتا؛ کیوں کہ فرشتے معصوم ہیں اور ان کو کھانے، پینے اور انسانی خواہش کی طرح کوئی

ضرورت لاحق نہیں ہوتی ہے، اس کے برخلاف انسان کے ساتھ یہ سب ضرورتیں لگی ہوئی ہیں؛ لہٰذا انسانوں کو ان سے عملی طور پر رہنمائی اور رہبری حاصل کرنا بہت ہی مشکل ہوجاتا۔

نیز اگر نبوت ورسالت کے لیے کسی فرشتے کا انتخاب ہوتا، تو یقیناً انسان یہ کہہ دیتا کہ: آپ میں کسی ضرورت کا مادہ نہیں؛ لہٰذا آپ ہماری ضرورتیں اور تکالیف کس طرح سمجھ سکتے ہیں؟

اس لیے انسانوں کے لیے نبی کا انتخاب صرف انسانوں میں سے ہوا جس میں انسان کے اخلاق، خوبیاں اور ضروریات بھی ہو اور اس میں نورانیت بھی ہو؛ تاکہ وحیٔ الٰہی کا متحمل ہوسکے اور انسانوں کا ہم جنس ہونے کی وجہ سے انسانوں کا اس کے ساتھ ربط وتعلق اور اُنسیت ومعرفت برقرار رہ سکے، جس سے عملی طور پر بھی فائدہ حاصل کرنا انسانوں کے لیے آسان ہوسکے؛ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ نبی اور رسول خدا تعالیٰ اور انسانوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبیعت میں ایسی خوبیاں رکھی ہیں جس سے جناتوں کو بھی انسانی نبی اور رسول سے فائدہ حاصل کرنا مشکل نہیں، چنانچہ خود خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جن وانس دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔

اسی طرح حضرت محمد ﷺ کا جناتوں میں وعظ وتبلیغ کرنا اور جناتوں کا حضرت محمد ﷺ کی باتوں کو سن کر ایمان لانا احادیث سے ثابت ہے۔

عورتوں کی ظاہری اور باطنی چند کمزوریوں کی وجہ سے کسی عورت کو مقامِ نبوت

نہیں عطا کیا گیا، نیز عورت خود ستر (چھپانے کی چیز) ہے؛ لہٰذا وہ مقامِ نبوت کی اہل کیسے ہوسکتی ہے؟

البتہ قرآنِ مجید میں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف جو وحی کی جانے کا تذکرہ ہوا ہے اس کے متعلق مفسرین حضرات نے وضاحت فرمائی کہ وہ حقیقت میں وحی نہیں؛ بلکہ ان کے قلب پر الہام والقا کرنا مراد ہے، جیسے شہد کی مکھی کی طرف بھی وحی کیے جانے کا تذکرہ قرآن مجید میں ہوا ہے، وہاں بھی بالاتفاق دل میں بات ڈالنے، صحیح سمجھ عطا کرنے کے معنی مراد ہے، جس طرح لفظِ وحی کی وجہ سے شہد کی مکھی پر نبی کا اطلاق درست نہیں، اسی طرح عورت پر نبی کا اطلاق درست نہیں ہوگا۔

نوٹ: نبوت اور رسالت کے لیے وحئ تشریعی ہونا ضروری ہے۔

نوٹ: انسانی رسول اور نبی تمام فرشتوں پر فضیلت رکھتے ہیں؛ بلکہ انسانی رسول اور نبی کی معصومیت فرشتوں سے بڑھ کر ہوا کرتی ہے۔

نبی اور رسول کی تعداد

مشہور قول کے مطابق پیغمبروں کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) ہے، ان میں رسول کی تعداد ۳۱۳ یا ۳۱۵ رہے، باقی تمام انبیا ہیں۔

بنی اسرائیل یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے خاندان میں تقریباً چار ہزار (۴۰۰۰) انبیا ہوئے، جو اس خاندان کی خصوصیت ہے۔

البتہ پیغمبروں کی تعداد کے بارے میں کوئی یقینی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں کہ اگر ہم کوئی تعداد متعین کرلیں اور صحیح تعداد زیادہ ہوتو جو نبی ہے ان کو نبی نہ ماننا لازم آئے گا اور یہ ایمانِ مفصل: اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ...... کے خلاف ہوجائے گا اور اگر تعداد کم ہوتو جو نبی نہیں ہے ان کو نبی ماننا لازم آئے گا، یہ دونوں باتیں گناہ اور عقیدے کے خلاف ہے؛ اس لیے اجمالی عقیدہ یہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنے انبیاورسل بھیجے گئے ہم ان تمام پر ایمان رکھتے ہیں۔

پیغمبروں کی چند خاص خوبیاں

① نبوت ملنے سے پہلے ان کے اخلاق اور طور وطریق ایسا ہو کہ لوگ ان کے نیک ہونے کا اقرار کریں۔

② ہمیشہ آپس میں لوگوں کے ساتھ اخلاقِ حسنہ سے پیش آنا۔

③ کفر وشرک اور بت پرستی سے ہمیشہ اپنے آپ کو محفوظ رکھنا۔

④ خدا کی عبادت و بندگی میں ہمہ وقت مصروف رہنا۔

⑤ جہالت کے کام سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا۔

⑥ دین کی تعلیم و تبلیغ میں تکلیف برداشت کرنا۔

⑦ جابر و ظالم بادشاہوں کو دین کی دعوت پیش کرنا۔

⑧ مخالفین کی کثرت کے باوجود دین کی تبلیغ کرنے میں خوف وڈر نہ ہونا۔

⑨ دشمن کو معاف کردینا۔

⑩ جو احکام وقوانین وہ پیش کریں اس کے متعلق عقلِ سلیم اور مُنْصِف مزاج

رکھنے والے شخص کا یہ فیصلہ کرنا کہ ''یہ قوانین من جانب اللہ ہیں''۔ انسانی عقل ایسے قوانین نہیں بنا سکتی۔

⑪ جہالت وضلالت کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے اور رذیل اخلاق والے لوگوں کو حقیقی معنیٰ میں انسان بنا دینا۔

⑫ تمام مخلوق کے ساتھ خواہ انسان ہوں یا جانور خیر خواہی کا معاملہ کرنا۔

⑬ گناہوں سے معصوم ہونا۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے ہر معصیت سے مکمل حفاظت کا غیبی نظم ہوتا ہے، کسی بھی نبی کی پاک دامنی کو آج تک کسی بھی ذریعہ داغ دار نہیں بنایا گیا۔

⑭ جھوٹ سے پرہیز کرنا۔

⑮ گناہوں کے کام سے دور رہنا۔

⑯ قصداً غلطی کرنے سے بچنا۔

⑰ ظلم وتشدد اور رذالت کے کام نہ کرنا کہ اس سے انسان کا وقار مجروح ہو جاتا ہے۔

⑱ اعلانِ نبوت سے پہلے درجۂ ولایت اور کمالِ صلاح پر ہونا؛ یعنی خالق ومخلوق دونوں میں مقبولیت کا حاصل ہونا۔

⑲ مشاہدۂ ربانی سے کسی وقت بھی غفلت کا نہ پایا جانا۔

⑳ افکار، گفتار، رفتار اور کردار تمام مرضئ خداوندی کے مطابق ہونا۔

㉑ کسی کے حق کو نہ ضائع کرنا اور نہ چھین لینا وغیرہ۔

اس طرح کی خوبیوں والے جس انسان کو اللہ تعالیٰ وحئ تشریعی سے مالا مال فرمائے، ان کا نبوت کے لیے انتخاب کرلیوے، وہ نبی و رسول ہوتے ہیں۔

انہی خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ چند انبیائے کرام علیہم السلام کے اسما اور ان کے واقعات کا اجمالی یا تفصیلی تذکرہ قرآنِ مجید میں وارد ہوا ہے۔

تنبیہ: آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ سے حضرت محمد ﷺ کا خاتم النبیین ہونا؛ یعنی آپ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کے نئے نبی کا نہ آنا ثابت ہے، پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنی جماعت کا ''احمدیہ'' نام رکھا، اس کی صحیح حقیقت کو جاننا ضروری ہے؛ لہٰذا اس کا پس منظر ملاحظہ فرمائیں۔

جماعتِ احمدیہ کے وجود میں آنے کا تاریخی راز

قادیانی فتنے کی بنیاد کو سمجھنے کے لیے اولاً ہندوستان کی تاریخ پر نظر ڈالنا ضروری ہے، سترہویں (۱۷) صدی عیسویں کے اختتام پر مغلیہ حکومت کمزور ہونے لگی اور انگریز نے تجارت کا بہانہ بنا کر ملک میں اپنے قدم مضبوط کر کے اپنی طاقت کو بڑھایا اور رفتہ رفتہ ہندوستان پر قبضہ کرنا شروع کیا۔

جب ۱۸۵۷ء میں تمام ہندوستان والوں کی انگریزوں کے ساتھ پہلی مُسلَّح جنگ ہوئی (جو پہلی جنگِ آزادی یا غدر کے نام سے مشہور ہے) اس میں ہمارا ملک ناکام ہوا اور پورا ملک انگریز حکومت کی ماتحتی میں آ گیا۔

ملک پر قابض ہونے کے بعد انگریزوں نے اس جنگ کا بدلہ مسلمانوں سے اس طرح لیا کہ ۵۵/ یا ۶۰/ ہزار علمائے کرام کو اور ۵/ لاکھ عام مسلمانوں کو شہید کر

ڈالا، اتنی بڑی تعداد شہید ہوجانے کے باوجود ایمانی فہم وفراست سے دیکھنے والے مسلمانوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد جاری رکھا، تو انگریزوں نے اپنی شاطرانہ چال سے مسلمانوں کے درمیان آپس میں اختلاف ڈالنے کی کوشش کی؛ تاکہ وہ اندر اندر جھگڑتے رہیں، جس سے مسلمانوں کی اتحادی طاقت ٹوٹ کر انگریزوں کے خلاف کمزور اور بے بس ہوجائے اور انگریزوں کو اطمینان کے ساتھ حکومت کرنے کا موقع فراہم ہوجائے، اسی برے مقصد کے پیشِ نظر وہ ایسے آلۂ کار کی تلاش میں تھے جو ان کا ہم خیال ہوکر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالے۔

چنانچہ مال ودولت، جاہ ومرتبت اور عہدے کے حریص لوگ ان کے وفادار ہوگئے، انہی میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے، جس نے مکر وفریب اور جعل سازی سے (جس میں ایک دعوئ نبوت بھی ہے) اسلام کو مٹانے کی کوشش کرنے والے یہودی ونصاریٰ کے زیرِ سایہ پل کر جدید اسلام پیش کرنے کی سازش شروع کی، اس شخص کی جماعت ''جماعتِ احمدیہ'' یا ''قادیانیت'' یا ''مذہبِ قادیانی'' یا ''قادیانی تحریک'' کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔

نوٹ: انگریزوں نے اس ملک میں اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لیے مختلف مذاہب کے لوگوں میں سے کچھ اپنے وفادار تیار کیے تھے جو زیادہ تر مذہبی پیشوا ہونے کی شکل میں سامنے آئے، اس طرح کے لوگوں کی لمبی تاریخ ہے۔

قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت

کسی بھی تحریک کو سمجھنے کے لیے بنیادی طور پر دو باتوں کا جاننا ضروری ہے: ① جماعت

کے بانی کی شخصیت کا تعارف۔ (۲) اس کی رفتار و گفتار اور کارناموں کے متعلق معلومات۔

قادیانی جماعت کے بانی کا خود اپنے قلم سے مختصر تعارف

خاندان

اب میری سوانح اس طرح پر ہے کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا کا نام گل محمد اور جیسا کہ بیان کیا گیا کہ ہماری قوم مغل برلاس ہے۔ عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادا فارسی الاصل ہیں، وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔ (روحانی خزائن: ج ۱۳/ص ۱۶۲، حاشیہ کتاب البریہ: ص ۱۴۴)

خاندانی نسب کا الہام کیا خوب؟ از: مرتب۔

مرزا کے والد غلام مرتضیٰ نے ۱۸۵۷ء کی جنگ میں ۵۰ رگھوڑے مع اسلحہ انگریزوں کی مدد کی تھی۔ (روحانی خزائن: ج ۱۳/ص ۱۷۶، ۱۷۷) جس کی وجہ سے انگریزوں کی طرف سے ان کو ماہانہ ۷۰۰ روپیہ بہ طور پینشن ملتا تھا۔ (سیرۃ المہدی: ج ۱/ص ۱۳۱)۔

یہ اس زمانے کی بات ہے جب ایک تولہ سونے کی قیمت ساڑھے چار روپیہ تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب انگریزوں کے خاندانی وفادار تھے۔

پیدائش

اب میری ذاتی سوانح یہ ہے کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری دور میں ہوئی ہے، اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا۔ (روحانی خزائن: ج ۱۳/ص ۱۷۷، کتاب البریہ: ص ۱۵۹)

دینی تعلیم کا حال

قرآن مجید، اردو، فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم تحصیل: بٹالہ، قصبہ: قادیان میں حاصل کی اور سیال کوٹ میں ملازمت کے دوران کچھ انگریزی بھی سیکھ لی۔

دینی تعلیم کے بارے میں مرزا صاحب خود تحریر فرماتے ہیں: میں حلفاً (قسم کھا کر) کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے، کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ (روحانی خزائن: ج ۱۴ /ص ۳۹۴)

اور دوسری طرف اسی روحانی خزائن میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ، سات برس کا تھا، تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنھوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضلِ الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے، جن کا نام فضلِ احمد تھا... اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا، ان کا نام گل علی شاہ تھا، ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ (روحانی خزائن: ج ۱۳ /ص ۱۷۹ تا ۱۸۱، کتاب البریہ: ص ۶۱ تا ۶۳)

نوٹ: اپنے استاذ کے لیے لفظ نوکر!!! کیسی بے ادبی ہے؟

ملازمت

ایک مرتبہ مرزا اپنے والد کے پینشن کی رقم لینے کے لیے سیال کوٹ گئے،

پھر وہ رقم لے کر مرزا امام الدین (ان کے دوست یا ہم عصر متعلق) کے ہمراہ کسی جگہ بھاگ کر اس رقم کو موج مستی میں خرچ کر دیا، کئی روز بعد جب گھر آنا ہوا تو مارے شرم کے خالی ہاتھ آنا مشکل ہو گیا؛ لہٰذا سیال کوٹ ہی میں معمولی تنخواہ پر کلکٹر کچہری میں ملازمت اختیار کر لی۔ (سیرۃ المہدی: ج۱/ص ۴۳، ۴۴ روایت نمبر/ ۴۹)

دیکھ لیا مرزا کی امانت داری کا حال؟

سیال کوٹ کی ملازمت کے زمانے میں یورپین مشنری اور انگریز افسروں کے ساتھ نجی تعلقات بڑھ گئے، اس درمیان عیسائی پادریوں سے مذہبی مباحثے کے نام پر طویل ملاقاتوں کا سلسلہ چلتا رہا اور مرزا نے مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کو ساتھ مدد دینے کا پختہ وعدہ کیا، پھر ملازمت ترک کر کے واپس قادیان پہنچے اور یہاں مذہب کے نام پر سازشوں کا آغاز کیا اور ۱۸۸۰ء سے اسلام کے خلاف کتابیں، کتابچے اور پوسٹر وغیرہ شائع کرنا شروع کر دیا۔ (خلاصہ از سیرتِ مسیح، مصنفہ: مرزا بشیر الدین محمود، ص: ۱۶، ۱۷)

نکاح اور اولاد

۱۴ سال کی عمر میں اپنی ماموں زاد بہن حرمت بی بی سے پہلا نکاح ہوا، ان سے دو لڑکے پیدا ہوئے تھے، مرزا صاحب نے جب نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو حرمت بی بی اور اس کے دونوں بیٹے اس کے خلاف ہو گئے، آخر کار مرزا صاحب نے حرمت بی بی کو طلاق دے دی۔ (سیرۃ المہدی: ۱/ ۳۳، ۳۴ روایت نمبر ۴۱)

ایک لڑکے "فضل احمد" کا انتقال ہوا تو اس کی نمازِ جنازہ میں مرزا صاحب نے شرکت بھی نہیں کی۔ (اخبار "الفضل" ۴/ رجب، ۱۳۶۲ھ، ۱۷/ جولائی ۱۹۴۲ء بہ حوالہ زریں اصول: ص ۴۹، مطبوعہ دیوبند)

دوسرا نکاح

۱۸۸۴ء میں نصرت جہاں سے دوسرا نکاح کیا، جس کو مرزا صاحب نے آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے مبارک لقب۔ام المؤمنین۔کی چوری کر کے ''ام المؤمنین'' کا لقب دے دیا؛ یعنی اپنے متبعین کی ماں، اس سے ۱۰/اولاد ہوئیں (سیرۃ المہدی: ج۱/ص: ۵۳)

تیسرے نکاح کی خواہش، جھوٹ فریب کا اعلان

مرزا صاحب کی تمنا تھی کہ اس کا تیسرا نکاح اپنے ماموں زاد بھائی احمد بیگ کی باکرہ (کُنواری) اور چھوٹی لڑکی محمدی بیگم کے ساتھ ہو، یہاں تک کہ مرزا صاحب نے اس کا اظہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء کو ایک پوسٹر کے ذریعہ اس طرح کیا کہ: محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح آسمان پر ہو گیا ہے، اگر لڑکی کا باپ اپنی لڑکی کو میرے گھر نہیں بھیجے گا، تو تین سال سے کم مدت میں وہ مرجائے گا اور لڑکی کے ساتھ میرے علاوہ اور کوئی نکاح کرے گا تو وہ ڈھائی سال میں مرجائے گا۔ (مجموعۂ اشتہارات: ج۱/ص۱۵۸)

مرزا صاحب نے آسمانی نکاح کے عنوان سے خود اپنا جھوٹا ہونا ثابت کیا اور اس درمیان میں اندرونی طور پر اس نے محمدی بیگم سے نکاح کرنے کی بہت کوشش کی؛ مگر محمدی بیگم کا نکاح ایک دوسرے آدمی سلطان احمد سے ہو گیا اور مرزا صاحب کی محمدی بیگم سے نکاح کرنے کی تمنا پوری نہ ہوئی۔

مرزا صاحب کے کہنے کے مطابق نہ لڑکی کے باپ کا انتقال ہوا، نہ لڑکی کے شوہر کا انتقال ہوا؛ بلکہ مرزا صاحب کے انتقال کے ۴۰/سال بعد محمدی بیگم کے شوہر کا انتقال ہوا، اور خود محمدی بیگم کا ۱۹۶۶ء میں مسلمان ہونے کی حالت میں انتقال ہوا اور

مرزا صاحب خود اپنے دعوے میں جھوٹے ثابت ہوگئے؛ کیوں کہ محمدی بیگم کے ساتھ جب نکاح ہی نہ ہوسکا تو ''آسمان پر میرا محمدی بیگم کے ساتھ نکاح ہوگیا ہے'' یہ بات قطعی طور پر جھوٹ ثابت ہو ہی گئی۔

مرزا صاحب کی زندگی کا مختصر خاکہ

① عقل اور اخلاق کے خلاف طرح طرح کے پروپیگنڈے کرنا، متضاد باتیں کرنا، انگریزوں کی وفاداری اور مسلمانوں کے خلاف پوسٹر اور کتابیں لکھ کر شائع کرنا۔ (روحانی خزائن: ۱۵/ ۱۱۴، ۱۱۳)

نیز خاندانی جائداد کو اپنے نام پر کرنے کے لیے مقدمہ بازی کرنا۔

② ایک آنکھ سے نظر نہ آتا تھا، کسی موقع پر گر جانے کی وجہ سے سیدھا ہاتھ زندگی بھر کمزور رہا، جس سے پانی پینا بھی مشکل تھا۔ (سیرت المھدی: ۱/ ۲۱۶، ۲۱۷)

نیز ذیابطیس (شوگر) کی بیماری میں مبتلا ہونے کی بنا پر بہت سی مرتبہ کم وبیش سو (۱۰۰) مرتبہ پیشاب کے لیے جاتا تھا۔ (ضمیمہ اربعین: ۳، ۴، صفحہ: ۴)

جوانی میں عشقیہ شعر وشاعری کہنا۔ (سیرت المھدی: ۱، ۲۳۲)

انگریزی شراب کا شوق سے استعمال کرنا۔ (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ: ۱۶۸)

نامحرم عورتوں سے جسمانی خدمت لینا اور ان سے پنکھا جھلوانا وغیرہ اس کی عادت تھی۔ (سیرت المھدی: ۳، ۲۱۰-۲۷۲)

حقیقی مسلمانوں کو زبانی اور تحریری سب وشتم کرنے کا بھی عادی تھا، اس میں تو گویا امام تھا، مال دار ہونے کے باوجود نہ حج کر سکا، نہ زندگی بھر زکوۃ ادا کی۔ (سیرت

المھد ی:۱/ ۱۱۹)اسی طرح دوسری عبادتیں جیسا کہ اعتکاف وغیرہ کرنے کی بھی زندگی بھر اس کو توفیق نہیں ہوئی۔(سیرت المھد ی:۱/ ٦٨)اپنے ایجاد کردہ مذہب کا امام ہونے کے باوجود زندگی بھر ایک نماز بھی نہیں پڑھائی۔

نوٹ: مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے: ردِ قادیانیت کے زریں اصول، ثبوت حاضر ہیں اور قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ۔

مرزا صاحب کی عمر اور عبرت ناک موت

مرزا صاحب نے اپنی عمر کے بارے میں پیشین گوئی کی تھی کہ: خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی ہے کہ تیری عمر اسی (۸۰) سال کی ہوگی، یا یہ کہ پانچ، چھ سال زائد یا پانچ، چھ سال کم۔(ضمیمہ براہینِ احمدیہ پنجم، روحانی خزائن، ج:۲۱ /ص:۲۵۸)

اللہ تعالیٰ نے اس کے جھوٹ ہونے کو دنیا والوں کے سامنے ظاہر کر دیا، چنانچہ اس طرح مرزا صاحب کی موت ۱۹۰۸ء میں ٦٨ یا ٦٩ سال کی عمر میں لاہور میں ہوئی۔

موت کا قصہ اس طرح پیش آیا کہ: مرزا صاحب ہیضہ (کولیرا) کے مرض میں مبتلا ہو گئے، جس کی وجہ سے کثرت سے دست وقے ہونے لگے اور اسی بیماری میں ۱۹۰۸ء کو منگل کے روز صبح ۱۰/ بجے انتقال کر گئے۔(سیرت المہدی:۱، روایت نمبر:۱۲)

جس بیماری میں ان کا انتقال ہوا اسی بیماری میں اپنے مخالفین کے مبتلا ہونے کی وہ ہمیشہ باتیں کرتے تھے؛ مگر معاملہ برعکس ہوا۔

۱۵/ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک پوسٹر میں اپنے پکے مخالف حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے بارے میں لکھا تھا کہ:

اگر وہ سزا جو انسانوں کے ہاتھوں سے نہیں؛ بلکہ محض خدا کے ہاتھ سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ (مولانا امرتسریؒ) کو میری ہی زندگی میں لاحق نہ ہو تو میں خدا کی طرف سے نبی نہیں۔ (مجموعۂ اشتہارات: ج ۳/ص ۵۷۸)

اس دعوے کے بارے میں بھی وہ بالکل جھوٹے ثابت ہوئے؛ کیوں کہ اس پوسٹر کے شائع ہونے کے ٹھیک ایک سال کے اندر ہی مرزا صاحب اس دنیا سے رخصت ہو گئے، وہ بھی اسی بیماری میں جس کی وہ دوسروں کو لاحق ہونے کی باتیں کیا کرتے تھے، اور ماشاء اللہ! حضرت مولانا امرتسریؒ مرزا صاحب کے مرنے کے بعد چالیس (۴۰) سال حیات رہے۔ یہ بھی خود انہی کی زبان سے ان کے جھوٹا ہونے کی واضح شہادت اور دلیل ہے۔

مکہ یا مدینہ کی موت

ایک مرتبہ مرزا صاحب نے یہ بھی کہا کہ: ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ (تذکرہ: ۵۹۱، ربوہ) ان معزز مقامات میں مرنا تو درکنار، زندگی میں ان دونوں مبارک شہروں کی زیارت بھی نصیب نہیں ہوئی اور لاہور میں موت نے ان کو دبوچ لیا اور بذریعۂ ریل گاڑی قادیان شہر میں لاکر دفن کیا گیا۔

لطیفہ: مرزا صاحب ریل گاڑی کو دجال کا گدھا کہتے تھے، ان کی سوانح کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ خود ان میں دجال والی بہت سی باتیں پائی جاتی تھی، مثلاً دجال کی طرح مرزا صاحب کی بھی آنکھ کانی تھی؛ لہٰذا بقولِ خود مرنے کے بعد (اپنے ہی گدھے) پر سوار کر کے ان کو قادیان لایا گیا۔

نوٹ: یہاں جھوٹی نبوت کے دعوے دار مرزا صاحب کی زندگی کے مختصر احوال ختم ہوتے ہیں، یہ احوال اس لیے لکھے گئے؛ تاکہ پتہ چلے کہ مرزا صاحب زندگی کے کسی بھی مرحلے میں شریف انسان نہیں تھے، پھر نبی تو کیسے ہو سکتے ہیں؟

اب ان کی غلط باتیں اور پروپیگنڈوں کو ملاحظہ فرمائیں۔

اتنا ضرور یاد رکھیے

حضرت محمد ﷺ خدا تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور قیامت تک کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے صدیوں قبل دنیا میں تشریف لائے تھے، یہودیوں سے حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے۔ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور حضرت محمد ﷺ کی شریعت کا اتباع فرمائیں گے۔

اِس کی تفصیل اور مزید معلومات کے لیے ہماری کتاب ''امام مہدی کا ظہور کب؟ کہاں؟ اور کس طرح؟'' کا ضرور مطالعہ کریں۔

مرزا صاحب اور جماعتِ قادیانی انگریزوں کے وفادار اور متحدہ ہندوستان کے دشمن

مرزا صاحب کو دعویٔ نبوت کے لیے تیار کرنے والے انگریز تھے۔ انہی مرزا صاحب نے اپنے پروپیگنڈوں سے انگریزوں کی مدد کی اور ہندوستان کو جنگِ آزادی میں بہت بڑا نقصان پہنچایا تھا، نیز انھوں نے جماعتِ احمدیہ کے نام سے ایک

جماعت تیار کی، اس جماعت نے ہمیشہ ملکِ ہندوستان کے ساتھ غداری اور مجاہدینِ جنگِ آزادی کے خلاف سازش کی اور انگریزوں کے ساتھ وفاداری، خوشامد پسندی اور بھارت کے لوگوں کی جاسوسی کرنا اس کا شیوہ رہا، اس جماعت کے بانی مرزا صاحب خود تحریر فرماتے ہیں:

''میں اور میری جماعت انگریزوں کا لگایا ہوا ایک پودہ ہے، میں اور میرا خاندان مسلسل ۵۰ رسال سے انگریزوں کا وفادار بن کر رہا ہے اور انگریز حکومت کو اس بات کا پورا یقین ہے کہ جماعتِ احمدیہ انگریزوں کی وفادار جماعت ہے''۔ (ملخص)

یہ بات بہ بذریعۂ اشتہار بانئ جماعتِ احمدیہ: مرزا قادیانی نے خود ۲۴ رفروری ۱۸۹۸ء کو لفٹیننٹ گورنر صوبۂ پنجاب کے سامنے پیش کی تھی۔ (مجموعۂ اشتہارات: ج:۳، اشتہار نمبر: ۱۸۳)

پورا ملک اور ملک کے باشندے انگریزوں کی آمد پر ناراض اور مرزا صاحب اور ان کے خاندان کا حال

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ: میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جنھوں نے سکھوں کے عہد میں بڑے بڑے صدمات دیکھے تھے، انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے منتظر تھے جیسا کہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہوتا ہے اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا، تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کے قائم ہونے سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو جواہرات کا ایک خزانہ مل گیا، اور وہ سرکارِ انگریزی

کے بڑے خیرخواہ، جاں نثار تھے؛اسی وجہ سے انھوں نے ایامِ غدر ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم پہنچا کر سرکارِ انگریزی کو بطور مدد دیے تھے، اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لیے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو، تو بہ دل و جان اس گورنمنٹ کو مدد دیں، اور اگر ۱۸۵۷ء کا غدر کچھ اور بھی طویل ہوتا، تو وہ ۱۰۰/سوار تک اور بھی مدد دینے کو تیار تھے....اور مجھ سے سرکارِ انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلادِ اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے، لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے، اور دل سے اس کے شکرگزار اور دعا گو رہے۔ (روحانی خزائن: ج:۱۵،ص:۱۱۳، ۱۱۴، ستارہ قیصریہ،ص:۵،۶)

مرزا غلام احمد قادیانی روحانی خزائن میں خود لکھتے ہیں کہ: میں ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیرخواہ ہے۔ میرا والد غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیرخواہ آدمی تھا، جن کو دربارِ گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انھوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی؛ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانۂ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی مدد کی تھی...

پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدماتِ سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تمو (گاؤں کا نام ہے) کے گذر (پُل) پر

مفسدوں کا سرکارِ انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا، تو وہ سرکارِ انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ (کتاب البریہ درروحانی خزائن: ج ۱۳ /ص ۴، ۵، ۶)

مرزا کی نظر میں انگریزوں کی وفاداری فرضِ عین

ایک اور جگہ مرزا جی انگریزوں کے متعلق لکھتے ہیں: ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح ہمارے بزرگ تھے...ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے؛ کیوں کہ جن کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا؟

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ: محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں: ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سائے میں ہمیں پناہ دی ہو، سو وہ سلطنت حکومتِ برطانیہ ہے۔ (روحانی خزائن، ج: ۶، ص: ۳۸۰، شہادۃ القرآن، ص: ۸۴)

یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جمادیں اور یہی وجہ ہے کہ میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹِ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہی ہیں۔ (مجموعۂ اشتہارات، ج: ۳، ص: ۱۲)

انگریزوں کا جاسوس

مرزا صاحب انگریزوں کے وفادار جاسوس بھی تھے، وہ آزاد جنگِ آزادی کے مجاہدین اور محبینِ وطن کے خلاف انگریزوں کو مخبری بھی کیا کرتے تھے۔ (مجموعۂ اشتہارات: ج:۲، ص:۲۲۷)

ملک کے دشمن انگریز کا شکریہ

مرزا صاحب خود تحریر فرماتے ہیں: جس (انگریزی حکومت) کے زیرِ سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام، نصیحت اور وعظ ادا کر رہا ہوں، اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے؛ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے؛ کیوں کہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرۂ ہند کی حکومت کے سایے کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں، ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیرِ سایہ انجام پزیر ہو سکتے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔ (روحانی خزائن، ج: ۱۲، ص: ۲۸۳، ۲۸۴)

انگریز کے لیے دعا

...اے قادر وکریم! اپنے فضل وکرم سے ہماری ملکہ معظّمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایۂ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر! جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام

کیجیے کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔ (روحانی خزائن، ج: ۱۲، ص: ۲۸۳، ۲۸۴)

ظالموں کی مدد

حضراتِ انبیا مظلوموں کی حمایت کر کے ظالموں کو ہدایت ملے اور ظالم ظلم سے توبہ کر لے، اس کی دعا کرتے تھے، جب کہ مرزا جی مظلوموں کے خلاف بد دعا کر رہے ہیں اور ظالم انگریز کی حمایت دعاؤں سے بھی کرتے ہیں اور ظالم انگریز کی طرف داری اور بیگم وکٹوریا کی خوشامد میں وعظ وتقریر، زبان وقلم سے بھی خدمت انجام دیتے ہیں اور اعزازی جلسے بھی کرتے ہیں۔

چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں: مجھ سے سرکارِ انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ ہے کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلادِ اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے؛ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعا گو رہے...

اس لیے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی! اس مبارکہ قیصرۂ ہند دام ملکھا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ، اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شاملِ حال فرما، اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔ (روحانی خزائن، ج: ۱۵، ص: ۱۱۴)

ایک اور جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان وقلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں

کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیر دوں۔ (مجموعۂ اشتہارات، ج: ۳،ص:۱۱)

لہذا خود مرزا صاحب کی تحریر سے معلوم ہو گیا کہ مرزا صاحب اور ان کا پورا خاندان ہمیشہ انگریزوں کا وفادار اور ہندوستان کے لوگوں کا مخالف رہا ہے۔

نبوت کے جھوٹے دعوے دار

نبیٔ آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ: میری امت میں تیس (۳۰) جھوٹے مدعیٔ نبوت (جن کے متبعین کی بڑی جماعت ہوگی) پیدا ہوں گے، ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں؛ لیکن سلسلۂ نبوت مجھ پر ختم ہو چکا ہے اور میرے بعد کوئی (نیا) نبی پیدا نہ ہوگا۔ (ابو داؤد: کتاب الفتن عن ثوبان رضی اللہ عنہ)

حدیث شریف کی پیشین گوئی کے مطابق جھوٹی نبوت کے دعوے دار اس امت میں پیدا ہوتے رہے ہیں، زمانۂ نبوی ﷺ میں یمامہ شہر کے مسیلمۂ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا، جس کا فیصلہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تلوار سے ہوا، اسی طرح اور دعوے دار کھڑے ہوئے؛ لیکن وہ اپنے دعوے میں ناکام ہوئے ہیں اور ان کا انجام بہت برا ہوا، اس کی مزید تفصیلات کے لیے اردو کتاب ''ائمۂ تلبیس'' از: مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری اور ''نبوت کے جھوٹے دعوے دار'' از: تسنیم بلگرامی کا ضرور مطالعہ کریں۔

چوں کہ مرزا قادیانی صاحب شاید تاریخ سے کچھ واقفیت رکھتے تھے، اس لیے جناب مرزا نے نبوت کا دعویٰ یک لخت نہیں کیا؛ بلکہ آہستہ آہستہ اپنے قدم کو آگے بڑھایا، یہاں تک کہ اپنے ماننے والوں کی ایک جماعت تیار کر لی اور پھر اخیر میں نبوت

کا دعویٰ کیا، آج تک اس جماعت کے افراد دنیا میں موجود ہیں، جو ضلالت وگمراہی پھیلانے کا کام کر رہے ہیں۔

نوٹ: اب ہم مرزا صاحب کے کیے ہوئے دعوؤں کو اچھی طرح سمجھ لیں؛ تاکہ حقیقتِ حال سے واقف ہوجائیں۔

مرزا صاحب کی عملی زندگی کے تین دور

① مرزا صاحب سیال کوٹ شہر سے ملازمت ترک کر کے ۱۸۸۰ء میں دوبارہ قادیان میں آ کر مقیم ہوئے۔ ۱۸۷۹ء میں ''براہینِ احمدیہ'' نامی کتاب کی تصنیف شروع کی، یہ کتاب ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک پانچ سال کی مدت میں چار حصوں میں شائع ہوئی اور اس کا پانچواں حصہ ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا۔

ان کتابوں کے واسطے سے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو اسلام کا عظیم مبلغ اور دیگر غیر اسلامی تنظیموں کا مخالف اور مجدد؛ یعنی مسلمانوں میں پیدا ہونے والی خرابیوں کا دور کرنے والا ظاہر کیا۔ گویا مناظروں اور دفاعِ اسلام کے حسین عنوان سے خود کی عوامی مقبولیت اور شہرت کرانی شروع کی۔

لیکن اس کتاب میں ایسی باتیں داخل کر دیں کہ سمجھ داروں کو اندازہ ہوگیا کہ یہ شخص آئندہ کوئی بڑا فتنہ کھڑا کرے گا، اس کتاب کی چند قابلِ اعتراض باتیں یہ ہیں:

اللہ کی طرف سے میرے دل میں یہ بات القا کی گئی ہے۔

مجھ پر یہ بات اتاری گئی ہے۔

مجھے عیسیٰ علیہ السلام جیسے اعلیٰ اخلاق پر بنایا گیا ہے۔

مجھے معجزہ دیا گیا ہے، وغیرہ وغیرہ....۔

نوٹ: ''براہینِ احمدیہ'' کے متعلق مرزا صاحب نے اعلان کیا تھا کہ یہ کتاب پچاس (۵۰) جلدوں میں شائع ہوگی؛ لیکن زندگی بھر میں صرف پانچ (۵) حصے شائع ہوئے اور کہہ دیا کہ: پانچ اور پچاس میں صرف صفر کا فرق ہے۔ (دیباچہ براہینِ احمدیہ، حصۂ پنجم در روحانی خزائن ج:۲۱، ص:۹)

یہ کیسی دھوکہ بازی ہے؟ اس کتاب کے نام پر مرزا صاحب نے قوم سے بڑی رقم بھی جمع کر لی تھی۔

② مرزا صاحب کی زندگی کا دوسرا دور ۱۸۹۱ء سے شروع ہوتا ہے، اس میں ان کی تین کتابیں شائع ہوئیں: (۱) فتحِ اسلام (۲) توضیحِ مرام اور (۳) ازالۂ اوہام۔ ان میں مرزا صاحب نے اس بات کا اظہار کیا کہ: قرآن وحدیث میں قبل از قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمین پر دوبارہ نزول کا جو ذکر ہے وہ میں خود ہوں اور میں عیسیٰ مسیح مریم کا لڑکا ہوں، اور احادیثِ صحیحہ میں جو علامات بتائی گئی ہیں ان کی غلط تشریح کر کے اپنے آپ پر منطبق کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، جس کی ایک مثال یہاں پر ملاحظہ کیجیے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس وقت دمشق کی جامع مسجد کے منارہ پر فرشتوں کے ہمراہ اتریں گے تو وہ دو زرد رنگ کی چادریں اوڑھے ہوئے ہوں گے۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: دو چادروں سے مراد: دو بیماریاں ہیں اور یہ دونوں قسم کی بیماریاں مجھ میں پائی جاتی ہیں: ایک بدن کے اوپری حصے کی بیماری، مثلاً: دردِ سر،

غش آنا، نیند کا نہ آنا اور دوسری نیچے کے حصے کی بیماری، یعنی ذیابیطس، اس بیماری میں مرزا صاحب دن رات میں کم وبیش ۱۰۰ ر مرتبہ پیشاب کرنے جاتے تھے۔

پڑھنے والے خود فیصلہ کرلیں کہ دو چادروں کا غلط مطلب دو بیماریاں بیان کرکے اپنے اوپر منطبق کرنا احمقانہ بات ہے یا نہیں؟

نوٹ: (۱) اس دوسرے دور میں مرزا صاحب نے اپنے متعلق مسیحِ موعود (عیسیٰ علیہ السلام) ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ نعوذ باللّٰہ.

(۲) قرآن وحدیث کی وہی تشریح معتبر ہے جو صحابہ، تابعین اور اسلافِ امت سے منقول تشریحات کے مطابق ہو۔

③ مرزا صاحب کی زندگی کا تیسرا دور ۱۹۰۱ء سے شروع ہوتا ہے۔ اس مدت میں عیسیٰ مسیح ہونے کے دعوے کو چھوڑ کر اپنے نبی ہونے کا دعویٰ اپنے حمایتیوں سے اور اپنی تصنیفات سے کس طرح کرواتے ہیں دیکھنے اور پڑھنے لائق ہے۔

جھوٹی نبوت کی ابتدا

ایک بار عبدالکریم نامی شخص ''قادیان'' میں جمعہ کا خطبہ دے رہا تھا، اس نے دورانِ خطبہ مرزا صاحب کے متعلق نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کیے، اس خطبے میں مولانا سید محمد احسن امروہی بھی حاضر تھے، خطبہ سن کر آپ کو بہت غصہ آیا، جب عبد الکریم کو مولانا امروہی کے غصے کی اطلاع ہوئی تو اور ایک جمعہ کے خطبے کے موقع پر مرزا صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا: اگر میں غلطی کرتا ہوں تو حضور مجھے بتلائیں کہ میں حضور کو نبی اور رسول مانتا ہوں۔

نمازِ جمعہ ختم ہونے کے بعد مرزا صاحب مسجد سے نکلنے لگے تو عبد الکریم نے مرزا کے کپڑے پکڑتے ہوئے کہا کہ اگر آپ کے نبی ہونے کا میرا عقیدہ غلط ہو تو صحیح کر دیجیے۔ مرزا صاحب کچھ دیر خاموش رہے، پھر بولے: ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا ہے۔ یہ بات سنتے ہی مولانا امروہی غصے میں آ کر زور زور سے عبد الکریم سے جھگڑنے لگے، اس وقت مرزا صاحب نے اپنے گھر سے نکل کر سورۂ حجرات کی آیت پڑھی (جس کے معنیٰ یہ ہے):

اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبیوں کی آواز پر بلند نہ کرو' (الحجرات:۲)

یعنی مرزا صاحب نے اپنی نبوت کا اظہار کر دیا۔ نعوذ باللّٰہ. (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ، ص:۷۵۱ بہ حوالہ اخبار الفضل ۴؍جنوری ۱۹۲۳ء)

۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب نے اس بات کا اظہار کیا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوتار ہوں، سایہ ہوں اور صرف قرآن کی تبلیغ کے لیے بھیجا ہوا ایک نبی ہوں، اسی طرح کی باتیں کرتے رہے۔ جب دیکھا کہ لوگ ان کی باتوں کو سچ مان رہے ہیں، تو نبیٔ آخر الزماں ہونے کا دعویٰ کر دیا اور تمام انبیا سے افضل و بہتر ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا اور اسی دعویٰ کے ساتھ ۱۹۰۸ء میں موت نے مرزا صاحب کو آ پکڑا۔

مرزا صاحب کے خلفا

① مرزا کے انتقال کے بعد حکیم نور الدین بھیروی مرزا صاحب کا پہلا خلیفہ ہوا۔

② ۱۹۱۴ء کے بعد مرزا صاحب کا لڑکا بشیر الدین محمود خلیفہ ہوا۔

③ ۱۹۶۵ء میں مرزا صاحب کا پوتا مرزا ناصر خلیفہ ہوا۔

④ ۱۹۸۲ء سے مرزا طاہر خلیفہ ہوا۔

⑤ ۲۰۰۳ء سے مرزا مسرور پانچواں خلیفہ بنا۔

نوٹ: مسٹر محمد علی مرزا صاحب کے گھر کا گویا ایک خاص فرد تھا اور اخبار ''ریویو'' کا مدیر تھا اور وکیل بھی تھا، اس زمانے میں وکیل کے نام کے ساتھ مولوی کا لفظ لگایا جاتا تھا، اس وجہ سے اس کو مولوی محمد علی لاہوری سے پہچانا جاتا ہے، اس کو بھی خلیفہ بننے کی تمنا تھی؛ لیکن مرزا صاحب کے لڑکے بشیر الدین کے مقابل خلافت کے چناؤ میں شکست پائی، تو اس نے ایک اور جماعت کو وجود بخشا جو ''لاہوری قادیانی جماعت'' سے مشہور ہے۔

اللہ تعالیٰ جھوٹی نبوت کے دعوے داروں سے امت کی حفاظت فرمائیں، آمین۔

مرزا صاحب کے دعوؤں پر ایک نظر

① ۱۸۸۰ء: اللہ کی طرف سے میرے دل میں باتیں القا کی جاتی ہیں۔ (براہینِ احمدیہ) یعنی مُلْہَم من اللہ ہونے کا دعویٰ۔

② ۱۸۸۱ء: میرا نام بیت اللہ (خدا کا گھر) ہے۔ (روحانی خ: ج:۱۷، ص:۴۴۵)

نوٹ: قادیانی حضرات خود فیصلہ کریں کہ مرزا انسان تھے یا جامد چیز؟

③ ۱۸۸۲ء: خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ یہ خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدّد ہے۔ (روحانی خزائن: ج ۱۳/ص ۲۰۱)

④ ۱۸۸۲ء: میں نذیر اور مامور ہوں۔ (یعنی خدا کی طرف سے لوگوں کو ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہوں) (روحانی خزائن: ج ۱۳/ص ۲۰۲، ج ۲۱/ص ۶۶، تذکرہ: ص ۴۴)

⑤ ۱۸۸۳ء: میں خود آدم، مریم اور احمد ہوں۔ (تذکرہ، ص:۷۰)

نوٹ: قادیانی اپنے قائد کے متعلق فیصلہ کر کے بتائے کہ وہ مرد تھی یا عورت تھا؟

⑥ ۱۸۸۴ء: اللہ تعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا کہ میں نے تجھے تمام عالم پر فضیلت بخشی اور تمام (لوگوں) کی طرف بھیجا ہے۔ (تذکرہ: ص ۱۲۵)

⑦ ۱۸۸۶ء: اللہ تعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا کہ میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے۔ (روحانی خزائن: ج۱۷/ص ۱۵۷)

⑧ ۱۸۹۱ء: مثیلِ مسیح، عیسیٰ مسیح (مریم کا لڑکا) ہوں، قرآن اور احادیث میں جس عیسیٰ کی خبر دی گئی وہ میں ہوں۔ (ماخوذ از تذکرہ: ص ۱۷۲)

نوٹ: مرزا صاحب کی کتابوں میں مثیلِ مسیح اور مسیح دونوں ایک ہی معنی میں استعمال کیا گیا ہے؛ یعنی مرزا جی اپنے آپ کو عیسیٰ مانتے تھے۔

⑨ ۱۸۹۲ء: میں کن فیکون ہوں؛ یعنی خدا کی طرف سے میرے دل میں یہ بات القا کی گئی کہ جب بھی تو کسی کام کا ارادہ کرے گا اور کہے گا کہ: ہو جا، تو وہ چیز ہو جائے گی۔ (روحانی خزائن: ج۲۱/ص ۱۲۴، تذکرہ: ص ۲۰۳)

⑩ ۱۸۹۴ء: دعویٔ مہدویت۔ (تذکرہ: ص ۲۵۷، روحانی خزائن: ج ۱۳/ص ۴۹۵)

⑪ ۱۸۹۸ء: اپنے زمانے کا امام ہونے کا دعویٰ۔ (روحانی خ، ج: ۱۳، ص: ۴۹۵)

⑫ ۱۸۹۹ء: نبوت مختلف قسم کے دعوے۔ (روحانی خزائن: ج ۱۸/ص ۲۱۲)

نبی اور فرشتہ ہونے کا دعویٰ

① ظِلّی نبی؛ یعنی حضرت محمد ﷺ کا سایہ ہوں۔ (روحانی خزائن: ج ۱۸/ص ۱۲۱)

② مجازی غیر تشریعی نبی؛ یعنی مجھے نئی شریعت نہیں دی گئی؛ لیکن حضرت محمد ﷺ

کی ماتحتی میں نبی ہوں، آپ ﷺ کی شریعت اور قرآن کی تعلیم کے لیے میں بھیجا گیا ہوں۔ (روحانی خزائن: ج ۱۸ /ص۱۲۱)

③ بُروزی نبی؛ یعنی حضورِ اکرم ﷺ میری شکل میں دوبارہ اس صدی میں آئے ہیں؛ یعنی میں حضور ہوں اور حضور کا اوتار ہوں، نعوذ باللّٰہ۔ (روحانی: ج۱۸ /ص۱۲۱)

نوٹ: سورج کی روشنی سے ظاہر ہے کہ سایہ تو صرف دن میں ہوتا ہے اور سایے کے لیے روشنی لازمی ہے؛ گویا عارضی اور محدود فی الوقت ناقص دعویٰ ہوا۔ از: مرتب)

④ مطلق رسول و نبی ہونے کا دعویٰ۔ (روحانی خزائن: ج۱۸ /ص۲۱۱)

۱۹۰۱ء سے زندگی کے آخری لمحے تک اِس دعویٰ پر قائم رہا۔

⑤ اور ایک جگہ مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں:

میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور میں حضرت محمد ﷺ کے نام کا مظہرِ اتم ہوں، یوں ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔ (حاشیہ حقیقیۃ الوحی: ص۷۶، روحانی خزائن: ص ۲۲)

اس طرح مرزا صاحب نے اپنے لیے کئی انبیا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ایک جگہ چند انبیا کے نام ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: وہ انبیا جن کے نام ذکر کیے گئے ہیں، اس سے ان نبیوں کو مراد نہیں لیا گیا؛ بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔ (ماخوذ از تذکرہ: ص۷۰)

⑥ میکائیل فرشتہ ہونے کا دعویٰ۔

ایک جگہ تحریر کرتے ہیں: دانیال نبی نے اپنی کتاب میں بہ نامِ میکائیل میرے قیامت سے پہلے آنے کی پیشین گوئی کی۔ (خلاصہ تحفہ گولڑویہ: ص۲۰۱ تا ۲۰۸ درروحانی خزائن: ج ۱۷/ص ۲۷۴ تا ۲۹۴)

جناب کی تحریر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب خدا کے مقرب فرشتے حضرت میکائیلؑ ہونے کا بھی دعویٰ کررہے ہیں۔

نوٹ: فیصلہ کیسے ہوگا کہ مرزا صاحب خاکی بشر ہیں یا نوری فرشتہ ہے جن کو اولاد اور بیوی نہیں ہوا کرتی؟

کسبی نبوت کا دعویٰ

⑦: [۱] یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے؛ حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے۔ (الفضل، ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء، از ثبوت حاضر ہیں/ص ۲۱۸)

[۲] اس وحیٔ الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (روحانی، ج:۱۸، ص:۷۰)

[۳] میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ (روحانی خزائن: ج ۲۲، ص: ۵۰۳)

نوٹ: رسولِ خدا ﷺ کے متعلق ایسے ناشائستہ کلمات کا استعمال بڑی بے ادبی اور توہین کی بات ہے۔

⑧ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا تورات، انجیل اور قرآن پر۔

(روحانی خزائن: ج ۱۷، ص: ۴۵۴)

حضرت محمد ﷺ کے مقام پر ہونے کا دعویٰ

⑨اس صورت میں کیا اس بات کا کوئی شک باقی رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔ (کلمۃ الفصل: ۱۵۸ مصنف: مرزا بشیر احمد، از قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ، ص: ۲۵۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ

⑩خدا نے اس امت میں سے مسیحِ موعود بھیجا ہے جو اس سے پہلے مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے...

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ (روحانی خزائن: ج ۲۲ /ص ۱۵۲)

حضرت محمد ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ

⑪اس (یعنی محمد ﷺ) کے لیے چاند کے خسوف (دو ٹکڑے ہونے) کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا۔ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن، ج:۱۹، ص: ۱۸۳)

عام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ

⑫اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں؛ مگر میں معرفت میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔ (نزولِ مسیح، روحانی خزائن: ج ۱۸ /ص ۴۷۷)

نبوت ورسالت کی توہین

⑬چوہڑہ (چمار) اور بھنگی بھی نبی اور رسول بن سکتا ہے۔ (روحانی خزائن: ج۱۵ /ص۲۷۹ تا ۲۸۰)

حجرِ اسود ہونے کا دعوی

⑭ایک مرتبہ اپنے متعلق سے کہا: میں حجرِ اسود ہوں (روحانی: ج۱۷، ص: ۴۴۵)

یہ ایک جنتی پتھر کا نام ہے جو کعبۃ اللہ کی دیوار میں لگا ہوا ہے، یہیں سے طواف کرنے کی ابتدا ہوتی ہے۔

اب قادیانی حضرات فیصلہ کریں کہ مرزا جامد تھا یا ذی روح؟

کرشن ہونے کا دعویٰ

⑮ہندوؤں کی کتابوں میں ایک پیشین گوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آخری زمانے میں ایک اوتار آئے گا جو کرشن کے صفات پر ہوگا... اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ میں ہوں۔ (روحانی خزائن: ج۱۷ /ص۳۱۷)

قادیانی حضرات بتلائیں کہ مرزا مسلمانوں میں سے ہے یا کسی اور مذہب سے؟

خدا ہونے کا دعویٰ

⑯میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔ (روحانی خزائن، ج: ۱۳، ص: ۱۰۳)

مرزا حقیقی نبی

⑰[١] شریعتِ اسلام جو نبی کے معنیٰ بیان کرتی ہے اس معنیٰ کے پیشِ نظر بانیٔ جماعت مرزا غلام احمد قادیانی مجازی نبی نہیں ہے؛ بلکہ حقیقی نبی ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ: ص ۱۷۴، قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ/ص ۲۴۰)

[۲] مسیح موعود؛ یعنی مرزا قادیانی خود محمد رسول ﷺ ہے جو اشاعتِ اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے؛ اس لیے ہمیں کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (کلمۃ الفصل: ص ۱۵۸، از ثبوت حاضر ہیں/ص ۱۳۳)

[۳] ایک شاعر نے مرزا قادیانی کے سامنے چند اشعار کہے، اس پر اس نے خوش ہو کر خوب انعام سے نوازا جو اشعار درجِ ذیل میں ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں	اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے میں ہو جس نے اکمل	غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(ثبوت حاضر ہیں/ص ۱۳۹)

قادیان میں حج

⑱ آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ (خطباتِ مرزا محمود: ج ۴/ص ۲۵۴)

نوٹ: ۲۵/ستمبر ۱۹۱۴ء قادیان میں جلسہ منعقد ہوا تھا، اس کے متعلق کہا جا رہا ہے۔

نوٹ: آپ نے مرزائیوں کے عقائد اور دعوؤں کو پڑھ لیا، اب خود فیصلہ کریں کہ کیا ایسے لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں؟

دنیا کے مختلف مذہب اور مقدس سمجھی جانے والی شخصیات وکتب کی توہین

مذکورۂ بالا تفصیل سے مرزا صاحب کی شخصیت کا تعارف، ان کے بہت سارے اقوال میں باہمی تضاد، خود ساختہ الہام کی بنیاد پر کیے ہوئے بہت سے دعوؤں کا غلط ثابت ہونا اور انگریزوں کی وفاداری وغیرہ آپ نے پڑھ لیا، اب ہم ذیل میں دیگر مذاہب کے پیشواؤں، بزرگوں اوران کے مذہب اور مذہبی کتابوں کے ساتھ اس مرزا صاحب کا کیا نظریہ رہا ہے، حوالوں کے ساتھ اس کی بھی جھلک پیش کرنا چاہتے ہیں؛ تاکہ مرزا جی کی آزادی کے بارے میں بخوبی متعارف ہوا جاسکے۔

حضرت محمد ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی گستاخی

حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے؛ حالاں کہ مشہور تھا کہ اس میں سُوّر کی چربی پڑتی ہے۔ (ثبوت حاضر ہیں، ص: ۱۴۱)

قرآنِ شریف کی توہین

قرآنِ شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ (تذکرہ: ص ۱۴۱)

نواسۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین

کربلائے است سیرِ ہر آنم	صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح، ص: ۱۰۱، درروحانی خزائن، ج: ۱۸، ص: ۱۴۱)

ترجمہ: میں ہر وقت مقامِ کربلا کی سیر میں مشغول رہتا ہوں، سو حسین میرے گریبان میں ہوا کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں سنگین گستاخی

① یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ (حاشیہ روحانی خزائن، ج:۱۹، ص:۷۱)

② ہاں! آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ (روحانی خزائن، ج:۱۱، ص:۲۸۹)

③ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا.. آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا کنجریوں (حرام کاری سے پیسے کمانے والی) سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے؛ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا... سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا آدمی کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔ (روحانی خزائن، ج:۱۱، ص:۲۹۱)

سکھ ظالم

میں حضورِ عالی جناب قیصرۂ ہند (ملکہ وکٹوریہ) دام اقبالہا کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لیے جرأت کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز خاندانِ مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں کے زمانے سے پہلے میرے بزرگ ایک خود مختار ریاست کے والی تھے...

ہم پر سکھوں کے عہد میں بہت سی سختیاں ہوئیں اور ہمارے بزرگ تمام دیہات کی ریاست سے بے دخل کردیے گئے اور ایک ساعت بھی امن کی نہیں گزرتی تھی...

میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جنھوں نے سکھوں کے عہد میں بڑے بڑے صدمات دیکھے تھے، انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے منتظر تھے جیسا کہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہوتا ہے...

مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے۔ (روحانی خزائن، ج:۱۵،ص:۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انھوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے صدہا دیہات اپنے قبضے میں کیے؛ بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا...

پس یہ اس گورنمنٹِ محسنہ کا ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جلتے ہوئے تنور سے خلاصی پائی۔ (مجموعۂ اشتہارات، ج:۳،ص:۱۲)

نوٹ: اِس سے واضح طور پر معلوم ہورہا ہے کہ مرزا صاحب سکھوں کو بے رحم، ظالم، سخت دل، باغی اور اَتیاچاری مانتے تھے۔

پنڈت دیانند سرسوتی کی توہین

افسوس کہ آریوں کے پنڈت دیانند نے اس خدا ترس بزرگ (گرونانک)

کی نسبت اس گستاخی کے کلمے اپنی کتاب ''سیتارتھ پرکاش'' میں لکھے ہیں جس سے ہمیں ثابت ہوگیا کہ درحقیقت یہ شخص سخت سیاہ دل اور نیک لوگوں کا دشمن تھا...

اس ناحق شناس اور ظالم پنڈت نے باوا صاحب کی شان میں ایسے سخت اور نالائق الفاظ استعمال کیے ہیں جن کو پڑھ کر بدن کانپتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے...

صاحبو! ہم اس بات کے کہنے سے ہرگز رک نہیں سکتے کہ جو حقیقی معرفت کا حصہ باوا صاحب کو ملا تھا اس سے یہ خشک دماغ پنڈت بالکل بے نصیب اور بے بہرہ تھا...،اس کی کتابوں کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہایت ہی موٹی سمجھ کا آدمی اور بایں ہمہ اول درجہ کا متکبر بھی تھا۔ (روحانی خزائن، ج:١٠،ص:١٢٠ تا ١٢٢)

ویداور آریہ مذہب کی توہین

ویداور آریہ مذہب کے متعلق مرزا صاحب لکھتے ہیں:

موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ: جس قدر گندے فرقے مخلوق پرستوں کے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے، اور انسانی پاکیزگی کی نسبت جو کچھ وید نے سکھایا ہے اس کا عمدہ نمونہ نیوگ ہے، نیوگ کی ہی پاک کارروائیوں میں سے ہے کہ آریہ قوم میں اس بات کا ثبوت ملنا مشکل ہے کہ کون آریہ صاحب اصل باپ کے نطفے سے ہیں اور کون آریہ صاحب بیرج داتا کی طفیل سے ہیں۔ (روحانی خزائن:، چشمۂ معرفت: ج ٢٣،ص: ١١٤)

ویدزنا کی تعلیم دیتا ہے:

نیوگ کا خلاصہ یہ ہے کہ: جس آریہ کے گھر میں لڑکا پیدا نہ ہو یا صرف لڑکیاں

پیدا ہوں تو اس کے لیے وید کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو کسی دوسرے سے ہم بستر کرا کر اولاد حاصل کرے، بغیر اس کے اس کو مُکتی (نجات) نہیں ملے گی، سوچنے کا مقام ہے ...اس بے غیرتی کو دنیا کی کوئی قوم بجز آریوں کے پسند نہیں کرتی ...اس عقیدہ سے ظاہر ہے کہ وید کی رو سے حرام کاری کا وقوع میں آنا کچھ مضائقہ نہیں۔

ناظرین خود سوچ لیں اور سمجھ لیں کہ جس مذہب نے ...انسانی پاکیزگی پر وہ داغ لگایا کہ آریہ ورت کی کروڑ ہا شریف عورتوں کو غیر مردوں سے ہم بستر کرا دیا اور ان کی عفت کو خاک میں ملا دیا، کیا ایسے مذہب سے کوئی پاک گیان یا پاک ہدایت سکھلانے کی توقع ہوسکتی ہے؟ (روحانی خزائن: ج: ۲۳، ص: ۴۲، ۴۳، ۴۴)

پرمیشر کی توہین

پرمیشر کے متعلق مرزا صاحب لکھتے ہیں:

① جو کچھ وید نے اپنا فلسفہ اور علمِ طبعی ظاہر کیا ہے وہ یہی ہے کہ ہندوؤں کے پرمیشر کو ایک انسان کا فرزند قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ''اندر'' آریوں کا پرمیشر ''کشلّیا'' کا بیٹا ہے۔ (روحانی خزائن، چشمۂ معرفت: ج ۲۳، ص: ۱۱۴)

② یجر وید ادھیای: ۳۱/۱ منتر: ۱۹ میں لکھا ہے کہ پرمیشر حمل کے اندر رہتا ہے اور تولد ہو کر بہت سی صورتیں اور شکلیں ہو جاتا ہے...

ایسا ہی وہ ناف سے دس انگلی کے فاصلہ پر بھی ہے جس سے ہندوؤں میں لِنگ پوجا شروع ہوگئی۔ (روحانی خزائن، چشمۂ معرفت، ج: ۲۳، ص: ۱۲۱)

③ سیتارتھ پرکاش کے صفحہ: ۲۶۳ میں پنڈت دیانند اقرار کر چکے ہیں کہ:

روح ایک دقیق جسم ہے جو بدن سے نکلنے کے بعد شبنم کی طرح زمین پر گرتی ہے اور پھر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر کسی گھاس پات وغیرہ میں پھیل جاتی ہے۔

اب ہمارا اعتراض یہ ہے کہ اگر روح جسم وجسمانی چیز ہے تو اس سے لازم آگیا کہ بموجب ہدایتِ وید پرمیشر بھی ضرور جسم وجسمانی ہوگا اور وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے اور کھائے جانے کے قابل ہے، شاید اسی خاصیت کی رو سے اندر پرمیشر کی روح زمین پر گرکر کوسیکارشی کی جورو کے پیٹ میں جا ٹھہری تھی جس کی نسبت رگوویداشتک اول میں صاف صاف یہی بیان درج ہے۔

اب اے آریو! مبارک باد کہ تمھارے پرمیشر کی ساری حقیقت کھل گئی اور خود دیانند کی گواہی سے ثابت ہوگیا کہ تمھارا پرمیشر ایک دقیق جسم ہے جو دوسری روحوں کی طرح زمین پر گرتا اور ترکاریوں کی طرح کھایا جاتا ہے، تب ہی تو وہ کبھی رام چندر بنا اور کبھی کرشن اور کبھی مچھ اور ایک مرتبہ تو خوک یعنی سور بن کر اور خوکوں کے موافق غذائیں لطیف کھا کر اپنے درشن کرنے والوں کو خوش کردیا۔ (روحانی خزائن، ج:۲،ص:۳۹۵)

کرشن کی توہین

① خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں بارہا مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے کہ آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص جو گذرا ہے وہ خدا کے برگزیدوں اور وقت کے نبیوں میں سے تھا اور ہندوؤں میں اوتار کا لفظ درحقیقت نبی کے ہم معنیٰ ہے اور ہندوؤں کی کتابوں میں ایک پیشین گوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار آئے گا جو کرشن کے صفات پر ہوگا اور اس کا بروز ہوگا اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ میں

ہوں...، یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں؛ بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے اوپر ظاہر کیا ہے۔ (تذکرہ: ص۳۸۰، ۳۸۱)

آگے تحریر کرتے ہیں:

② ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا کہ وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک، کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی نے اٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی اپنی پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی۔ (تذکرہ: ص۳۸۱)

③ خدا تعالیٰ کی اکثر مخلوق دنیا میں گوشت خور ہی ہے اور یہ صریح طور پر اس بات کی دلیل ہے کہ مخلوق کے لیے خدا نے یہی پسند کیا ہے...

جب یہ بات ثابت ہو چکی، تو ماننا پڑا کہ مخلوق کے لیے خدا کا قانونِ قدرت یہی ہے کہ وہ گوشت کھایا کریں...

راجا رام چندر اور کرشن سب گوشت کھاتے تھے، اگر وہ گوشت کھانا خلافِ قانونِ قدرت سمجھتے، تو ایسا کیوں کرتے؟ (روحانی خزائن: چشمۂ معرفت: ج۲۳، ص:۱۵۰)

نوٹ: مرزا جی اپنے متعلق کرشن ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف توہین آمیز کلمات بھی کستے ہیں۔

ہندو مذہب کے بزرگوں اور جوگیوں کے متعلق نامناسب کلمات

بعض جوگی یا سنیاسی جو مجردانہ زندگی بسر کرتے تھے اور اندر سے سخت ناپاک تھے انھوں نے نامحرم عورتوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لیے نادان لوگوں کو یہ باتیں سکھائی تھیں اور ظاہر کیا تھا کہ گویا وید کی یہی (نیوگ) کی ہدایتیں ہیں؛ تا کہ ان کے

لیے بدکاری کا دروازہ کھل جائے اور اس طرح پر وہ اپنی نفسانی جذبات کو پورا کرلیں۔

(روحانی خزائن، چشمۂ معرفت: ج ٢٣، ص: ٤٤)

نوٹ: اسلام بڑوں چھوٹوں ہر ایک کے احترام اور زبان کے صحیح استعمال کی تعلیم دیتا ہے، آپ خود غور فرمائیں کہ جو شخص زبان اچھی استعمال نہ کرتا ہو اور نہ کسی کا احترام کرتا ہو تو وہ نبی تو بہت دور؛ سچا پکا مسلمان بھی ہوسکتا ہے؟

خود قادیانی اپنے آپ کو اسلام سے الگ سمجھتے ہیں

قادیانی لوگ خود کو مسلمانوں سے الگ ایک فرقہ اور جماعت قرار دیتے ہیں؛ اسی لیے وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر عبادات و دیگر معاملات کرنے سے اپنے متبعین کو روکتے ہیں، ذیل میں اس کے کچھ شواہد با حوالہ پیش کیے جاتے ہیں:

① چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم (مرزا قادیانی) ہے... اس لیے میں نے قرینِ مصلحت سمجھا کہ اس فرقۂ جدیدہ اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں، حضور لیفٹینٹ گورنر بہادر کو آگاہ کردوں۔ (مجموعۂ اشتہارات: ج ٣، ص: ٨)

مرزا صاحب کی مذکورہ عبارت تشریح کی محتاج نہیں، نیا فرقہ اور فرقۂ جدیدہ کے الفاظ صاف موجود ہیں۔

① ہر ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے؛ مگر عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا نہیں ہے یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے؛ مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے؛ مگر مسیحِ موعود (مرزا) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر؛ بلکہ پکّا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ (کلمۃ الفصل: ١١٠)

③ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں (جو مرزا قادیانی کی جماعت میں شامل نہیں) کو مسلمان نہ سمجھیں اوران کے پیچھے نماز نہ پڑھیں؛ کیوں کہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی (مرزا) کو نہیں مانتے۔ (انوارِ خلافت: ۹۳،انوار العلوم، ج: ۳،ص: ۱۴۸)

④حضرت مسیحِ موعود نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیرِ احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے... غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں۔ (انوارِ خلافت: ص ۹۱، ۹۲،انوار العلوم: ج ۳/ص ۱۴۷)

⑤غیرِ احمدی تو حضرت مسیحِ موعود کے منکر ہوئے؛ اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ (انوارِ خلافت: ۹۵،انوار العلوم: ج ۳/ص ۱۵۰)

⑥حضرت مسیحِ موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیرِ احمدی کو دے۔ (انوارِ خلافت: ۹۶،انوار العلوم: ج ۳/ص ۱۵۱)

⑦غیرِ احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب کیا باقی رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ (کلمۃ الفصل بشیر احمد از محاسبہ: ص ۵۹۵)

اِن سب باتوں سے معلوم ہوا کہ قادیانی لوگ اپنے آپ کو امتِ مسلمہ سے ایک الگ جماعت سمجھتے ہیں؛ اس لیے ان کی اس چاہت کا ہر ایک کو لحاظ کرنا چاہیے اور ان کو الگ ہی سمجھنا چاہیے۔

قادیانی احمدی مسلمان نہیں، ایک الگ سے نیا مذہب ہے

قادیانی احمدی مذہبِ اسلام سے ہٹ کر ایک جدید مذہب ہے، قادیانی احمدیہ

جماعت کو مذہبِ اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، اس سے پہلے والے صفحات میں ان کے دعوے و پروپیگنڈے اور عقائد کو مختصر نقل کیا گیا ہے، مرزا صاحب نے انگریزوں کے اشارے پر ان کی وفاداری میں جنگِ آزادی کے مسلمانوں کی طاقت کو ختم کرنے یا کمزور کرنے کے لیے بے حد کوشش کی ہے، انگریزوں نے ہی مرزا جی کو نبوت کا جھوٹا دعوے دار بنایا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے قرآنِ کریم کی بہت سی آیتوں کو تبدیل کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی احادیثِ مبارکہ، نیز معجزہ کا خصوصی طور پر مذاق اڑایا ہے، انبیاء علیہم السلام کی توہین کی ہے، اصحابِ نبی ﷺ کے متعلق برے برے الفاظ استعمال کیے ہیں، اپنے اقوال کو قرآنِ کریم کی آیتوں کے برابر شمار کیے ہیں، سچے مسلمانوں کو کافر کہا ہے، خود ایک جگہ لکھتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔ (تذکرہ: ص ۶۰۷)

ایسے برے عقائد، غلط پروپیگنڈے اور قرآن وحدیث کے خلاف دعوؤں کی بنیاد پر جب سے اس جماعت نے سر اٹھایا ہے، دنیا کے بے شمار علمائے کبار اور مسلمانوں نے اپنے اپنے طور پر بیک آواز مرزا صاحب اور ان کے متبعین کو دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر کہا ہے اور اس مذہب کو ایک نیا مذہب قرار دیا ہے؛ کیوں کہ ۱۰۰ سے بھی زائد قرآنی آیتوں اور بہت ساری احادیثِ نبویہ حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے

پر واضح طور پر دلالت کرتی ہیں؛ لہٰذا آپ ﷺ کے بعد جو شخص نبوت و پیغمبری کا دعویٰ کرے، وہ بالکل جھوٹا ہے۔

نوٹ: ذیل میں مختلف مفتیانِ کرام، علمائے عظام کے فتاویٰ درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے:

دیوبندی علما کا فتویٰ

① سب سے اول لدھیانہ (پنجاب) سے حضرت مولانا محمد صاحبؒ، حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحبؒ نے ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں فتویٰ جاری کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی خارج از اسلام ہے۔

پہلے یہ ''فتاویٰ قادریہ'' کے نام سے شائع ہوئے تھے، اب قریبی زمانے میں جدید اضافوں کے ساتھ بہ نام ''اول فتوئے تکفیر'' دوبارہ شائع ہوئے ہیں۔

② دیوبندی جماعت کے پیشوا حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں: مرزا قادیانی دجال اور شیطان ہے

③ ۱۳۳۱ء کو دارالعلوم دیوبند کے مفتی حضرت مولانا سہول صاحب بھاگلپوریؒ نے حسبِ ذیل فتویٰ دیا:

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ معتقدین درجہ بدرجہ مرتد، زندیق، ملحد، کافر اور فرقۂ ضالہ میں یقیناً داخل ہیں، ساتھ یہ بھی تحریر فرمایا کہ قادیانیوں کو اسلامی طرز پر سلام نہ کیا جائے، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھایا جائے، نہ ان کے ساتھ محبت رکھی جائے، جس طرح پیشاب، پاخانہ، سانپ و بچھو سے حفاظت ضروری ہے، اس سے کہیں زیادہ

قادیانیوں سے محفوظ رہنا از روئے شرع نہایت ضروری ہے (فتاویٰ ختمِ نبوت ج:۲،ص:۱۷۲)

اِس فتویٰ پر ملک کے ۱۵۰ مشہور علمائے کرام نے دستخط کر کے اس کی تائید کی ہے۔ منجملہ ان دستخط کرنے والوں میں کے چند اکابر یہ ہیں:

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبند، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری، حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی، حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ایسا ہی فتویٰ مظاہرِ علوم سہارنپور سے شائع ہوا تھا، جس پر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ (شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کے پیر ومرشد) حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھیؒ، حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیملپوریؒ، حضرت مولانا عنایت الٰہی صاحبؒ وغیرہم کی دستخط ہیں۔

ایسا ہی ایک اور فتویٰ آزادیٔ ہند کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی جماعت ''جمعیۃ علمائے ہند'' کی جانب سے ۱۹۵۶ء میں سورت میں منعقد شدہ اجلاسِ عام میں تیار کیا گیا، جس پر شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہارویؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ وغیرہم کی دستخط ہیں۔

ماضی قریب کے علمائے کبار نے ۱۹۸۶ء میں ایک فتویٰ تیار کر کے اپنے اکابرین کے فتوے کی تصدیق فرمائی ہے، اس فتوے پر حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں

صاحب ندویؒ، حضرت مولانا منظور احمد صاحب نعمانیؒ، حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنیؒ کے دستخط ہیں۔

رضاخانی بریلوی علما کا فتویٰ

جماعتِ بریلوی کے امام مولانا احمد رضا خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:

حرمین شریفین کے علمائے کرام نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا ہے کہ جو کوئی اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، اس صورت میں (میری نظر میں) فرضِ قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت وحیات کے تمام تعلقات ان سے قطع کریں، نیز بیمار ہونے پر ان کی عیادت کرنا حرام، جنازہ میں جانا حرام، مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانا حرام اور ان کی قبر پر جانا بھی حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم: ج۶/ص۵۱)

مشہور بریلوی عالم مولانا دیدار علی رضویؒ تحریر فرماتے ہیں:

قادیانی مرتد ہیں اور قادیانی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ (استنکاف المسلمین، ص: ۲۳)

مولانا سید خلیل احمد قادریؒ اور دیگر بریلوی علما اور جامعہ رضویہ کے علما قادیانیوں کے کافر ہونے کا فتویٰ شائع کر چکے ہیں۔

جماعتِ اسلامی کے بانی کا فتویٰ

جماعتِ اسلامی کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

متنبیٔ قادیانی (قادیان کا جھوٹا نبی) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کا کفر وزندقہ (بے دینی) ایک ثابت اور کھلی حقیقت ہے۔ (قادیانیت ہماری نظر میں، ص: ۱۷۲)

اہلِ حدیث، سلفی غیر مقلدین علما کا فتویٰ

جماعتِ اہلِ حدیث کے مشہور عالم مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ (جنھوں نے مرزا کا زمانہ دیکھا ہے اور براہِ راست مناظرہ بھی کیا ہے) تحریر فرماتے ہیں:

مرزا صاحب اور ان کی جماعت چوں کہ باطل عقائد کی حامل ہیں اور اصول اسلام سے منحرف ہیں؛ اس لیے وہ کافر ہیں اور دینِ محمدی ﷺ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ۔(سیرتِ ثنائی: ص ۱۷۸، ۱۷۹)

علاوہ ازیں ۱۳۰۶ھ میں غیر مقلدین کے عالم مولانا حسین صاحب بٹالویؒ نے قادیانیوں کی کفر سے بھری ہوئی تحریروں کو یکجا کر کے ایک سوال تیار کیا، اس کے جواب میں مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلویؒ نے رسوخ کے ساتھ قادیانیوں کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔

اس فتویٰ پر دو سو علمائے کرام کی دستخط ہیں، نیز مشہور سلفی عالم مولانا عبد الغفور صاحب غزنویؒ نے بالکل صریح اور صاف الفاظ میں قادیانیوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

عرب ممالک کے علما اور مختلف تنظیموں کی طرف سے شائع شدہ فتاویٰ

مشہور عالمی قومی ملی تنظیم ''رابطۂ عالمِ اسلامی'' نے ۶؍تا ۱۰؍اپریل ۱۹۷۴ء کو مکۃ المکرمہ میں ایک اجلاس منعقد کیا، اس اجلاس میں پوری دنیا کے مسلم ممالک سے آنے والی شخصیات کی حاضری میں ایک تفصیلی ایجنڈا تحریر کیا گیا تھا، اس کا خلاصہ ذیل

میں پڑھیے:

قادیانی کافر، دشمنِ اسلام اور امتِ مسلمہ کے غدار ہیں، اور اسلامی ممالک سے اس بات کی اپیل کی گئی کہ قادیانیوں پر پابندی عائد کی جائے۔

سعودی عربیہ کے مفتیانِ کرام کی مشہور تنظیم ''مجمع الفقہ الاسلامی'' نے ایک فتویٰ شائع کیا ہے، اس پر سعودی عربیہ کے مفتیٔ اعظم عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ اور شیخ مصطفیٰ الزرقی وغیرہ علمائے کرام کے دستخط ہیں۔

عرب ممالک کے مشہور علمائے کرام اور عرب تنظیموں نے قادیانیوں کے کافر، غیر مسلم ہونے کا فتویٰ دیا ہے، اس کی فہرست ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

① عالمِ اسلام کی مشہور اور سب سے پرانی دینی درس گاہ جامعۃ الازہر نے ۱۹۴۰ء میں فتویٰ شائع کیا۔

② وزارۃ الاوقاف جورڈن کا فتویٰ (جورڈن حکومت کا اسلامی، مذہبی اور موقوفہ املاک سے تعلق رکھنے والا شعبہ)۔

③ شام (سریا) کی حکومت نے ۱۹۵۷ء میں فتویٰ شائع کیا۔

④ مصر (ایجپٹ) کی حکومت ۱۹۵۸ء میں فتویٰ شائع کیا۔

⑤ ۱۹۷۴ء میں ''رابطۂ عالمِ اسلامی'' کے متفقہ فیصلہ کے بعد سعودی عرب، ابوظبی، دبئی، بحرین اور قطر کی حکومت نے فتویٰ شائع کیا۔

⑥ بیت المقدس (مسجدِ اقصیٰ) کے صدر مفتی سید محمد امین الحسینی نے فتویٰ شائع کیا۔

⑦شام کے مفتئ اعظم علامہ محمد ہاشم الرشیدی الخطیب الحسینی القادریؒ نے فتویٰ شائع کیا۔

⑧موریشس کے چیف جسٹس نے ۱۹۲۳ء میں قادیانیوں کے خارج از اسلام ہونے کا فیصلہ دیا ہے۔

⑨۳۰/جون ۱۹۱۲ء کو ہندوستان کے صوبہ بہار کے مونگیر شہر کے جج اور قاضی نے ایک فیصلہ دیا کہ ''دلا پور کی مسجد'' میں قادیانیوں کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، اس فیصلہ کے بعد جب ہائی کورٹ آف بنگال میں اس کے خلاف اپیل کی گئی، تو انھوں نے مونگیر کورٹ کے فیصلے کو آخری فیصلہ کہہ کر اپیل کو رد کر دیا۔

اگر آپ مذکورہ تحریر پر نظر کریں گے تو یقینی طور پر ظاہر ہوگا کہ امتِ مسلمہ کے مشہور مفتیانِ کرام اور علمائے کبار، نیز عالمِ اسلام کی مشہور تنظیموں اور ہر جماعت نے احمدیہ قادیانی جماعت کے اسلام سے خارج ہونے کا قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیا ہے۔

ختمِ نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں

زمانۂ نبوی ﷺ سے آج تک سبھی مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے آخری نبی ہیں، حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، فرمانِ خداوندی کے بموجب جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر دین کی تکمیل فرمادی، اس میں کوئی کسر باقی نہیں، اب کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت محمد ﷺ پر سلسلۂ نبوت کے ختم ہونے پر آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ، اقوالِ صحابہ اور اجماعِ امت موجود ہیں، جس میں شک وشبہ کا ذرہ برابر امکان نہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ اس کے لیے کوئی دلیل کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اور ختمِ نبوت

تاریخ کی کتابوں میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے:

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں ایک شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنی نبوت کے اثبات پر دلائل پیش کرنے کے لیے مخاطب سے کچھ وقت چاہا، تو امام صاحبؒ نے فتویٰ دیا کہ جو شخص اس کے نبی ہونے کی دلیل مانگے گا، وہ کافر ہوجائے گا؛ کیوں کہ نبوت کی دلیل مانگنے والا حدیث "لا نبي بعدي" (یعنی میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا) کا انکار کرنے والا ثابت ہوگا۔

مرزا قادیانی نے سمجھ سے دور گمراہ کن دعوے اور غلط پروپیگنڈوں کے ذریعہ لوگوں کو گمراہی کی طرف لے جانا چاہا، اور حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے میں شک وشبہ پیدا کرنے کی کوشش کی، تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ ان قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ کو جان لے جن سے حضرت محمد ﷺ کا آخری نبی ہونا، حضرت محمد ﷺ کے بعد قیامت تک کسی نئے نبی کا نہ آنا واضح طور پر سمجھ میں آجائے اور جس سے عقیدہ بھی پختہ ہوجائے۔

قرآنِ کریم کی ۱۰۰/ سے زائد آیات اور احادیثِ رسول ﷺ سے حضرت محمد ﷺ کا آخری نبی ہونا ثابت ہے، ذیل میں چند آیتیں اور احادیثِ مبارک نقل کی جاتی

ہیں؛ کیوں کہ ایمان والوں کے لیے ایک آیت اور ایک حدیث بھی کافی ہے، اور نہ ماننے والوں کے لیے دفتر کے دفتر بھی بے کار ہیں۔

ختمِ نبوت قرآن کی روشنی میں

قرآن شریف کی سورۂ بقرہ کی پہلی پانچ آیتوں میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں:

الٓمّٓ ۞١ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۞٢ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۞٣ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۞٤ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞٥ (البقرۃ:۱ تا ۵)

ترجمہ: الم ﴿۱﴾ یہ کتاب (یعنی قرآن) ایسی ہے کہ اس میں ذرا برابر شک نہیں ہے، تقویٰ والوں کو راستہ بتلاتی ہے ﴿۲﴾ (متقی) لوگ وہ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں ﴿۳﴾ اور وہ (متقی) لوگ جو (وحی) تم پر اتاری گئی اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو (وحی) تم سے پہلے اتاری گئی اس پر بھی، اور وہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں ﴿۴﴾ یہی (متقی) لوگ اپنے رب کی طرف سے صحیح راستے پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ﴿۵﴾ (از: تیسیر القرآن)

اس آیت میں ایمان والوں اور کامیاب ہونے والوں کی پہچان بتائی گئی ہے، ایک علامت حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ سے قبل انبیاء علیہم السلام اور خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے احکامات پر ایمان لانا ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

اس آیت کے طرزِ بیان سے ایک اہم اصولی مسئلہ بھی نکل آیا کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں، اور آپ ﷺ کی وحی آخری وحی؛ کیوں کہ اگر قرآن کے بعد کوئی اور کتاب یا وحی بھی نازل ہونے والی ہوتی تو جس طرح اس آیت میں پچھلی کتابوں اور وحی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے اسی طرح آئندہ نازل ہونے والی کتاب اور وحی پر ایمان لانے کا ذکر بھی ضروری ہوتا؛ بلکہ اس کی ضرورت زیادہ تھی؛ کیوں تورات انجیل اور تمام کتبِ سابقہ پر ایمان لانا تو پہلے سے جاری اور معلوم تھا، اگر حضرت محمد ﷺ کے بعد بھی سلسلۂ وحی اور نبوت جاری ہوتا تو ضرورت تھی کہ اس کتاب اور نبی کا ذکر زیادہ اہتمام سے کیا جاتا جو بعد میں آنے والے ہوں؛ تاکہ کسی کو اشتباہ نہ رہے۔

مگر قرآن نے جہاں ایمان کا ذکر کیا تو حضرت محمد ﷺ سے پہلے نازل ہونے والی وحی اور پہلے انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا، بعد میں آنے والی کسی وحی یا نبی کا کہیں قطعاً ذکر نہیں، پھر صرف اسی آیت میں نہیں؛ بلکہ قرآنِ کریم میں یہ مضمون اوّل سے آخر تک مختلف مقامات میں چالیس پچاس آیتوں میں آیا ہے، سب میں حضرت محمد ﷺ سے پہلے انبیاء، پہلی وحی، پہلی کتابوں کا ذکر ہے، کسی ایک آیت میں اس کا اشارہ تک نہیں کہ آئندہ بھی کوئی وحی یا نبی آنے والا ہے، جس پر ایمان لانا ہے۔ (معارف القرآن: ۱/ ۱۱۳)

قرآن میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: محمد ﷺ تمھارے مردوں میں سے کسی کے (نسبی) باپ نہیں ہیں؛ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

نوٹ: آیت میں جو لفظ ''رجال'' آیا ہے وہ بالغ مردوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، نبیٔ اکرم ﷺ کے چار صاحب زادوں: حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت طاہر رضی اللہ عنہ، حضرت طیب رضی اللہ عنہ کا انتقال اس آیت کے نزول سے قبل ہو چکا تھا، البتہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی پیدائش اس آیت کے نزول کے بعد ہوئی تھی، ان کا بھی بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا، الغرض! آپ ﷺ کے صاحب زادوں کا صغرِ سنی میں انتقال ہو چکا تھا؛ اس لیے عربی قواعد اور گرامر کے اعتبار سے ان پر لفظ ''رجال'' کا استعمال نہیں ہو سکتا۔

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین:

اس آیت سے آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا صاف الفاظ میں ظاہر ہو گیا، امام المفسرین ابن جریر طبریؒ اپنی مشہور تفسیر میں رقم طراز ہیں:

① حضرت محمد ﷺ انبیا میں سب سے آخری نبی ہیں۔ (تفسیر ابن جریر)

② حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو قرأت منقول ہے: ''ولکن نبیاً خَتَمَ النبیین'' اس سے بھی معنیٰ واضح طور پر سمجھ میں آتا ہے۔

③ خود مرزا صاحب نے بھی آیتِ کریمہ میں موجود لفظ ''خاتم'' کے معنیٰ پورا کرنے والا لیے ہیں، اور اس آیتِ کریمہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے ''محمد ﷺ آپ میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں؛ مگر وہ رسول ہیں اور ختم کرنے والے ہیں نبوت کے۔

(روحانی خزائن: ج ۳/ص ۱۷۰)

ایک جگہ اور مرزا صاحب نے لکھا ہے:

میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنّت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔ (تریاق القلوب در روحانی خزائن: ۱۵/ ۴۷۹)

ان کے لکھنے کے مطابق بھی آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا بالکل واضح اور صاف ثابت ہو رہا ہے؛ لیکن وہ انگریزوں کے اشارے پر مال و دولت اور منصب کے حرص و طمع میں قرآن و حدیث سے ثابت شدہ صحیح عقیدہ کا انکار کر کے اپنی نبوت کے دعوے دار ہوئے ہیں۔

ختمِ نبوت حدیث کی روشنی میں

①عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله ﷺ، قال: إن " مثلي ومثل الأنبياء من قبلي، كمثل رجل بنى بيتا فأحسنه وأجمله، إلا موضع لبنة من زاوية، فجعل الناس يطوفون به، ويعجبون له، ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة؟ قال: فأنا اللبنة وأنا خاتم النبيين. (بخاری: ۱/ ۵۰۱)

(ترجمہ) حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اور دوسرے انبیا کی مثال ایک محل کے مثل ہے جو خوب صورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہو؛ لیکن درمیان میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو، لوگ خالی جگہ کی طرف نظر کر کے تعجب سے کہتے ہیں کہ: کیا اچھا ہوتا کہ یہاں بھی اینٹ ہوتی؛ تاکہ محل کی تعمیر مکمل

ہوجاتی! حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: میں وہی اینٹ ہوں جس کی آمد نے اس جگہ کو پُر کردیا اور میرے اوپر سلسلۂ نبوت ختم ہوگیا۔

②عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ. (صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ)

آپ ﷺ نے فرمایا: چھ باتوں میں مجھے دوسرے انبیا پر فضیلت حاصل ہے:

① مجھے جوامع الکلم عطا کیا گیا (یعنی الفاظ کم اور مطلب بہت وسیع ہو ایسے کلمات)

② رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی۔

③ مالِ غنیمت میرے لیے حلال کیا گیا۔

④ روئے زمین میرے لیے مسجد بنائی گئی۔

⑤ مجھے جملہ مخلوقات کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔

⑥ مجھ پر نبوت ختم کردی گئی۔

③عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَهْتَمُّونَ لِذَلِكَ۔۔۔۔۔فَيَأْتُونَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا، وَلَكِنِ ائْتُوا عِيسَى رُوحَ اللهِ وَكَلِمَتَهُ، فَيَأْتُونَ عِيسَى رُوحَ اللهِ وَكَلِمَتَهُ، فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَلَكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسلم. (المسلم، کتاب الایمان: ۱/۱۱۱)

(ترجمہ) میدانِ محشر میں جب ساری مخلوقات پریشان حال ہوگی اور نبیوں

سے شفاعت کی درخواست کی جائے گی، تو سارے انبیا معذرت پیش کریں گے، آخر کار اولین و آخرین سارے کے سارے نبیٔ آخر الزماں ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر بیک آواز درخواست کریں گے: اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہو، سارے انبیا کا سلسلہ آپ پر ختم ہوا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے ہیں، آپ خدا کے دربار میں ہمارے لیے سفارش کیجیے۔

④عن مصعب بن سعد، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ خرج إلى تبوك، واستخلف عليا، فقال: أتخلفني في الصبيان والنساء؟ قال: ألا ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون، من موسى إلا أنه ليس نبي بعدي. (البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ تبوک وھی غزوۃ العسرۃ)

(ترجمہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور پر تشریف لے گئے، تو اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے، اسی طرح نبیٔ اکرم ﷺ جب جنگِ تبوک میں تشریف لے گئے، تو مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب اور قائم مقام چھوڑ کر تشریف لے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جہاد میں نہ شریک ہونے پر افسوس کا اظہار فرمایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو اپنا نائب مقرر کر کے جا رہا ہوں، جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر جاتے ہوئے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو نائب مقرر کیا تھا (اس لیے تم مدینہ میں رہو اور لوگوں کی دیکھ بھال کرو، اچانک آپ ﷺ کے دل میں کوئی بات پیش آئی اور فوراً) فرمایا: ''لیکن یاد رکھنا! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے یہ بات اس لیے فرمائی؛ تاکہ کوئی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام نبی تھے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی نبی ہیں۔

⑤عَن أبي حَازِم قَالَ: قاعدت أَبَا هُرَيْرَة خمس سِنِين، فَسَمعته يحدث

عَن النَّبي ﷺ قَالَ: كَانَت بَنو إِسْرَائِيل تسوسهم الْأَنْبِيَاء، كلما هلك نبيٌّ خَلفه نبيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِي بعدِي، وسيكون خلفاء فيكثرون.قَالُوا: فَمَا تَأْمُرنَا؟ قَالَ: أَوْفوا ببيعة الأول فَالْأول، أعطوهم حَقهم، فَإِن الله سائلهم عَمَّا استرعاهم. (البخاری: ۴۹۱/۲)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم ﷺ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ: بنی اسرائیل کی سرداری ان کے انبیا کرتے تھے، جب کسی نبی کا وصال ہوجاتا تو دوسرے نبی بنادیے جاتے تھے؛ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اگرچہ خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

نوٹ: حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے، آپ علیہ السلام کے خاندان میں کم وبیش چار ہزار (۴۰۰۰) انبیا ہوئے ہیں، بنی اسرائیل میں نبی خود قوم کے سردار ہوتے تھے؛ لیکن اس امت کے لیے حضرت محمد ﷺ پہلے اور آخری نبی ہیں، حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

⑥ وقال صلى الله عليه وسلم: إن لي أسماءً: أنا محمد، وأنا أحمد، وأنا الماحي يمحو الله بي الكفر، وأنا الحاشر الذي يحشر الناس على قدمي، وأنا العاقب، والعاقب الذي ليس بعده نبي. (متفق علیہ)

حضرت زبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: میں عاقِب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

مذکورہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ ﷺ سے صریح الفاظ میں ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے آخری نبی ہیں، قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، قبلِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے روئے زمین پر تشریف لائیں گے؛ لیکن حضرت

محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کی شریعت پر عمل کریں گے۔

قادیانی مسلمان کیوں نہیں؟

پچھلے صفحات میں مرزا صاحب کی عقل ونقل کے خلاف بہت سی باتیں گذر چکی ہیں، یہ رسالہ تفصیل کا متحمل نہیں ؛ لہذا یہاں تفصیلی بحث کو چھوڑ کر اجمالاً چند وجوہاتِ تکفیر کو ذکر کیا جاتا ہے:

① مرزا صاحب خود کے لیے نبوت کا دعویٰ کرتے تھے؛ جس کی وجہ سے وہ قرآن وحدیث میں صاف طور پر بیان کیے ہوئے عقیدۂ ختمِ نبوت کے منکر ٹھہرے۔

② حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ ولادت کا انکار کیا جو کھلے طور پر قرآن کی مخالفت ہے۔

③ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور قیامت سے پہلے دوبارہ نازل ہونے کا انکار، قرآن وحدیث میں بیان کردہ باتوں کی مخالفت ہے۔

④ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی شان میں گستاخیاں، ہر نبی کو سچا اور نیک ماننا قرآن کا حکم ہے، اس کے برخلاف مرزا جی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی اور چور کہتے ہیں۔

⑤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیا کی توہین اور خود کو ان سے افضل قرار دینا۔

⑥ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار؛ کھلے طور پر قرآن وحدیث کی مخالفت ہے۔ ⑦ مرزائیوں کے مخالف مسلمانوں کو کافر کہنا۔

دو اہم باتیں

① نزولِ عیسیٰ علیہ السلام ختمِ نبوت کے منافی نہیں

عام طور پر لوگوں میں ایک خلجان اس بات پر پایا جاتا ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا، اور حضرت محمد ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، اور ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہمارے عقیدہ کا حصہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔

یہاں بہ ظاہر دو باتیں متضاد معلوم ہوتی ہے کہ:

(۱) حضرت محمد ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی۔

(۲) قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کو ایک نبی ہیں وہ تشریف لانے والے ہیں۔

اِس سلسلے میں یہ بات ذہن نشیں کر لینی چاہیے کہ لفظِ خاتم النبیین کے تعلق سے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی نیا نبی نئی شریعت لے کر پیدا نہ ہوگا، اور جب قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور آئے گا تو وہ نئے سرے سے پیدا ہو کر تشریف نہیں لائیں گے؛ بلکہ آسمان سے اتر کر دنیا میں اپنی پہلی زندگی کی عمر سے آگے زندگی گزاریں گے، اور نہ ہی کوئی نئی شریعت لائیں گے اور نہ ہی اپنی شریعت پر عمل فرمائیں گے؛ بلکہ شریعتِ محمدی ﷺ ہی کے تابع رہیں گے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نئی شریعت لے کر دنیا میں پیدا نہ ہوگا۔

⑦ نبوت کا باقی نہ رہنا رحمت ہے

اس بات سے بھی لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے کہ نبوت رحمت والی چیز ہے اور قیامت تک آنے والا انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہے؛ لہذا نبوت کو بھی باقی رہنا چاہیے، اور ختمِ نبوت کا عقیدہ گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کو محدود کر دینا ہے اور انسانیت کو محروم کر دینا ہے۔

اس کا آسان جواب یہ ہے کہ بارش اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے؛ مگر جب یہ زیادہ ہو جاتی ہے تو زحمت اور عذاب شمار ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ ہر نعمت رحمت اور زحمت دونوں بن سکتی ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق جب تک اصل نبوت رحمت تھی اس وقت تک اسے باقی رکھا، پھر جب اس کی ضرورت باقی نہ رہی تو اسے ختم کر کے علما اور صلحا کو علمِ نبوت اور کارِ نبوت کا وارث بنا کر قیامت تک کے لوگوں کے لیے رحمت کا سامان پیدا کر دیا، اور رحمتِ نبوت کو علومِ نبوت اور اعمالِ نبوت کی شکل میں قیامت تک جاری کر دیا۔

برادرانِ اسلام سے مؤدبانہ اپیل

میں برادرانِ اسلام سے مؤدبانہ اپیل و گذارش کرتا ہوں کہ قادیانی جب خود کو اسلام سے الگ سمجھتے ہیں تو ان حضرات سے نکاح، اپنے قبرستان میں تدفین وغیرہ کسی قسم کا معاملہ نہ کریں، ان سے دوری دین و ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں آئے گا، یہ عقیدہ تو جزءِ ایمان ہے جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ اسلام سے خارج شمار ہوگا۔

نبیوں کے اوصاف

نبوت اور پیغمبری اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان تحفہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے، رسول اور نبی پیدائش سے لے کر وفات تک صاف ستھری اور پاکیزہ، آئینہ کی طرح زندگی گزارتے ہیں؛ اسی لیے نبیوں کا نسب بڑا اونچا ہوتا ہے، کردار بھی بہت عالی ہوتا ہے، نورانی اور حسین شکل وصورت ہوتی ہے، فرشتوں جیسی خوبیاں ہوتی ہیں، نبیوں کی تربیت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، نبیوں کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی نگرانی میں ہوتا ہے، کسی کو نبی کی زندگی پر انگلی اٹھانے کا موقع نہیں ملتا، پاک دامنی، سچائی، امانت ودیانت، عمدہ زبان وبیان، حیا اور وقار سب صفات نبیوں کو عطا کی جاتی ہیں۔

حضراتِ انبیا کی ذاتی زندگی کی ان خوبیوں کو سامنے رکھیں تو مرزا جی کی زندگی ان تمام چیزوں سے بہت دور؛ بلکہ اس کے مقابل نظر آتی ہے:

نبیوں کی پاکیزہ مہذب اور پروقار شخصیت

نبیوں کی زندگی بہت پاکیزہ مہذب اور پروقار ہوتی ہے؛ تاکہ ان کی ہر ادا انسانیت کے لیے نمونہ بن جائے، نبی نامحرم عورتوں کی طرف نظر تک نہیں اٹھاتے، زنا اور شراب جیسی چیزوں سے بہت دور رہتے ہیں، جو کام سنجیدگی کے خلاف ہو اس سے نبی بچے ہوئے ہوتے ہیں، نبی کا گھرانہ بھی بڑا شریف، غیرت مند اور پردے والا ہوتا ہے، اس کے مقابل مرزا جی کی زندگی میں نامحرم عورتوں سے بدنی خدمات اور نشہ آور چیزوں

کا ستعمال ہم نے لکھ دیا ہے۔

نبی کی تربیت اور مرزا جی کے استاذ

نبی کسی انسان کے سامنے دینی اور علمی سلسلوں میں طالبِ علم بن کر بیٹھتے نہیں ہیں، نبی خود معلم ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خود نبیوں کو بلا واسطہ تعلیم دیتے ہیں، خلاصہ یہ کہ نبیوں کا دنیا میں کوئی استاذ اور معلم نہیں ہوتا، اللہ ہی بلا واسطہ ان کے معلم اور مربی ہوتے ہیں، جبکہ مرزا جی نے انسانوں سے پڑھا تھا۔ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں : میرے استاذ ایک بزرگ شیعہ تھے (دافع البلاء:۱۰)

اسی طرح اخبار الفضل قادیان ۵ رفروری ۱۹۲۹ء میں لکھا ہے: آپ (مرزا جی) فرمایا کرتے تھے: میرا ایک استاذ تھا جو افیم کھایا کرتا تھا، وہ حقہ لے کر بیٹھا رہتا تھا۔

(۳) نبیوں کا شعروشاعری سے پاک رہنا اور مرزا صاحب کی شاعری:

شعروشاعری اور اس طرح کی چیزوں سے اللہ نبیوں کو بچا کر رکھتے ہیں:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۶۹﴾ (یس)

ترجمہ: اور ہم نے اس (نبی) کو شاعری نہیں سکھائی اور وہ (شاعری) ان کے شایانِ شان بھی نہیں (ان کو جو سکھایا گیا ہے) وہ تو خالص نصیحت ہے اور قرآن ہے جو (احکام اور حقائق) کھول کھول کر بتلا دیوے۔

تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقعہ نہ مل سکے کہ نبی پر آنے والی وحی نبی کی ذہنی پرواز اور اونچے اونچے خیالات کی نکتہ آفرینی ہے یا زورِ قلم اور تحریر کی روانی کا نتیجہ ہے؛ جب کہ مرزا صاحب کا اشعار کا نمونہ دُرِثمین کے نام سے چھپا ہوا موجود ہے۔

نبی خدا کا نمائندہ ہوتا ہے

نبی خدا کا نمائندہ ہوتا ہے؛ جب کہ مرزا جی انگریزوں کے نمائندے تھے، نبی اللہ طرف سے زمین میں اللہ کا نظام قائم کرنے کے لیے بھیجے جاتے ہیں، نبی انسانیت کو انسان اور شیطان اور مخلوق کی غلامی سے نکال کر ایک اللہ سے جوڑنے کا کام کرتے ہیں، نبی دین کی خاطر دنیا کی کسی طاقت اور حکومت سے دب کر اور گھبرا کر صلح نہیں کرتے؛ جبکہ مرزا صاحب اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ ظالم اور کافر انگریزوں کی اطاعت وفرماں برداری اور غلامی کی دعوت دیتے رہے اور ظالم انگریزوں کے ظلم سے آزاد ہونے کے لیے کوشش کرنے والے مجاہدینِ جنگِ آزادی کی مخالفت کرتے رہے۔

نبی پر وحی مادری زبان

ہر نبی پر وحی اس کی اپنی مادری زبان میں آتی ہے؛ جبکہ مرزا صاحب پر (ان کے غلط کہنے کے مطابق) وحی بہت سی زبانوں میں آئی، اللہ تعالیٰ کا یہ دستور رہا ہے کہ ہر نبی پر ان کی زبان میں وحی اتاری جاتی ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ. (ابراھیم:۴)

ترجمہ: اور ہر رسول کو ہم نے ان کی قوم کی زبان میں ہی (رسول بنا کر) بھیجا؛ تاکہ وہ (نبی) اپنی قوم کے سامنے (اللہ تعالیٰ کے دین کو اچھے طریقے سے) سمجھاوے۔

اس لیے متعدد زبانوں میں نبی پر وحی نہیں آسکتی؛ جب کہ مرزا صاحب کی زندگی میں ان کے (غلط) کہنے کے مطابق کئی کئی زبانوں میں آئی، جیسے انگریزی،

فارسی، اردو، عربی، ہندی، پنجابی، عبرانی؛ بلکہ بعض وحی تو ایسی ہے کہ جن کی زبان کو خود مرزا صاحب ہی نہیں جانتے۔(تفصیل کے لیے مرزا صاحب کی خود ساختہ وحی کا مجموعہ ''تذکرہ'' دیکھا جاسکتا ہے۔

نبی اپنی وحی بھولتے نہیں

نبیوں کو اپنی وحی یاد رہتی ہے اور مرزا صاحب اپنی (غلط) وحی بھول جایا کرتے تھے، نبیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی نازل ہوتی ہے وہ بے تکلف آسانی سے اللہ نبیوں کو یاد کرادیا کرتے تھے:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾ (القیامۃ)

ترجمہ: یقین رکھو! اس (قرآن) کو (دل میں) یاد کروا دینا اور (زبان سے) اس کو پڑھوانا ہماری ذمے داری ہے۔

جبکہ مرزا جی کا حال یہ ہے کہ ان کے کہنے کے مطابق وہ بہت ساری (غلط) وحی بھول گئے یا الفاظ مجہول تھے یا سمجھ میں نہیں آئے یا مراد ہی معلوم نہیں تھی۔

نبیوں کی پیشین گوئیاں اور مرزا صاحب کی شیخ چلیاں

نبیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ آنے والے زمانوں کی پیشین گوئیاں بیان کرواتے ہیں اور پھر دنیا کا نظام اسی طرح چلتا ہے:

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤٧﴾

ترجمہ: سو (اے سامع!) اللہ تعالیٰ کے بارے میں کبھی بھی یہ خیال (اپنے

دل میں) مت لانا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے جو (نافرمانوں پر عذاب کا) وعدہ کیا ہے وہ (اللہ تعالیٰ) اس کے خلاف کریں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی تو بڑے زبردست، بدلہ لینے والے ہیں۔ (ابراهيم)

چاہے ظاہری حالات کیسے ہی اس کے خلاف ہوں، جیسے نہایت خلاف حالات میں مستقبل کے لیے کہا گیا:

الٓمّٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿٢﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿٣﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ .

ترجمہ: الم ﴿١﴾ (حجاز کے) قریب کے ملک میں رومی لوگ ہار گئے ﴿٢﴾ اور وہ اپنے ہار جانے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے ﴿٣﴾ چند سالوں میں۔

چاہے ابھی تو رومی لوگ ہار گئے ؛ مگر تھوڑے ہی وقت میں دوبارہ فاتح بن جائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔

پیش گوئی کا سچا ہونا نبی کے سچا ہونے کی بہت بڑی دلیل ہوتی ہے؛ جب کہ مرزا صاحب نے کئی کئی عورتوں سے شادی اور محمدی بیگم سے شادی اور اپنی عمر کے اسی (۸۰) سال کے قریب ہونے کی اور مکہ یا مدینہ میں مرنے کی پیش گوئی کی تھی، اللہ تعالیٰ نے تمام پیشین گوئیاں (جو حقیقت میں شیخ چلیاں تھیں) جھوٹی ثابت کردی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفظِ ختمِ نبوت اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ

نحمدہ و نصلي علیٰ رسولہ الکریم، امابعد:

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنایا اور آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کا دور قیامت تک رہے گا، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور نہ کسی نئے نبی کی ضرورت ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں اس کو ''عقیدۂ ختم نبوت'' کہتے ہیں۔ یہ عقیدہ دینِ اسلام کی بنیاد اور ایمان کی روح ہے۔

قرآنِ کریم کی تقریباً ایک سو آیاتِ مبارکہ اور دو سو دس احادیثِ نبوی ﷺ اس عقیدے کی حقانیت کی گواہی دے رہی ہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا سب سے پہلا اجماع مسئلۂ ختم نبوت پر ہوا، جب مسلیمۂ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی پوری جماعت نے اس گستاخ کو متفقہ طور پر کافر و مرتد اور واجب القتل قرار دے کر اسے اس کی جماعت سمیت جہنم رسید کیا اور اس جنگ میں اسلامی قانون کے مطابق ان زندیقوں کے بچے، عورتیں، فصلیں، پھل غرض ہر چیز تباہ کردی گئیں؛ حالاں کہ عام کافروں کے خلاف جنگ میں ایسے سخت اقدامات کا حکم نہیں۔

اسی طرح ہر دور میں مختلف لوگوں نے نبوت، مسیحیت اور مہدویت کے جھوٹے دعوے کیے، جن میں چند فتنے سو سال بلکہ دو سو سال تک بھی رہے؛ مگر اس کے بعد ان کا کوئی نام لینے والا بھی نہیں رہا۔

برِ صغیر پر قبضہ کرنے کے باوجود انگریز مسلمانوں کے جذبۂ جہاد سے خائف تھا، اس نے اسلامی تاریخ سے یہ اخذ کرلیا تھا کہ مسلمانوں کی عزت جہاد سے ہے اور مسلمانوں کی ذلت اس کو چھوڑنے سے ہے، اس دور میں ہندوستان میں انگریزوں کو ملک سے نکالنے کی جو کوششیں ہورہی تھیں اس کو بھی ہمارے اس دور کے بزرگوں اور علما نے ''جہاد'' کا مبارک عنوان دیا تھا۔

فتنۂ قادیانیت کی بنیاد

انگریز نے اس جذبے کو ختم کرنے، نبیٔ کریم ﷺ سے مسلمانوں کی محبت کم کرنے کے لیے ایک انگریزی نبی بنانے کا منصوبہ بنایا، اس کام کے لیے اس نے سیالکوٹ کچہری کے ایک ملازم منشی مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا، جس کا خاندان انگریزی حکومت کا وفادار تھا، مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے اجرتی ڈاکو کا کردار ادا کرتے ہوئے ''فتنۂ قادیانیت'' کی بنیاد رکھی اور عمر کا اکثر حصہ اس سلطنتِ انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذارا اور ممانعتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکھٹی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔

مرزا کی پوری زندگی تضاد سے بھری ہوئی

لیکن آپ حضرات حیران ہوں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پہلے دن سے لے کر مرنے تک کوئی ایک بات ایسی نہیں پیش کی جاسکتی جس میں کوئی تضاد نہ ہو، جیسے

کہتے ہیں نا کہ ’’دروغ گورا حافظہ نہ باشد‘‘۔

ہاں! سوائے دو باتوں کے اس میں کبھی تضاد نہیں ہوا، ایک یہ کہ ’’انگریزوں کی اطاعت فرض ہے‘‘ اور دوسری یہ کہ ’’جہاد حرام ہے‘‘۔ پہلے دن سے آخری دن تک اپنی ان دونوں باتوں پر قائم رہا اور (نعوذ باللہ منہ) یہ کہہ دیا:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو! خیال	دین کے لیے حرام ہے اب جنگ وجدال

قادیانی ممتاز کافر

تاریخِ عالم کے دامن میں جتنی بھی باطل اور اسلام دشمن تحریکیں گزری ہیں قادیانیت نے ان سب سے خوب خار چینی کی ہے اور کانٹا کانٹا اکٹھا کر کے اپنا خارستان بسایا ہے: کہیں سے کفر، کہیں سے الحاد، کہیں سے دجل اور کہیں سے تلبیس یہ وہ اجزائے ترکیبی ہیں جن سے قادیانیت مرکب ہے۔

قادیانیوں اور دوسرے عام کافروں میں فرق یہ ہے کہ: یہودی اپنے آپ کو یہودی، عیسائی اپنے آپ کو عیسائی اور سکھ اپنے آپ کو سکھ کہتے ہیں؛ لیکن قادیانی مسلمانوں سے بنیادی عقائد میں بغاوت کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں، اسی لیے قادیانی عام کافر نہیں؛ بلکہ زندیق ہیں، زندیق وہ ہوتا ہے جو اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کا نام دے؛ یعنی یہ لوگ اسلام کے باغی ہیں اور اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی رعایت اور میل ملاپ کے مستحق نہیں۔

بدنصیبی وخوش نصیبی

برِصغیر کے مسلمانوں کی جہاں یہ بدنصیبی ہے کہ حضور ﷺ کا ایک گستاخ برِصغیر

بالخصوص پنجاب میں پیدا ہوا وہیں یہ خوش نصیبی بھی ہے کہ انھوں نے پوری عزیمت، طاقت، قوت اور سرفروشی سے اس فتنہ کا تعاقب کیا۔

علمائے کرام، صوفیائے عظام، سیاست دانوں، رضا کاروں اور اور اہلِ قلم نے ہر طرح سے اس کا گھیراؤ کیا اور اس عقیدے کے تحفظ میں کوئی نرمی نہیں دکھائی، اس کے لیے پھانسیاں، جیل کی کال کوٹھڑیاں، بھوک، پیاس، عدالتوں کی اکتا دینے والی پیشیاں، سفر کی صعوبتیں اور مال ودولت سب کچھ قربان کیا اور انگریز کے خود کاشتہ اس برگِ حشیش اور پروردہ اس فتنے کو قبول نہ کیا۔

اس جہاد کے غازی ہزاروں ہیں، جن میں جامعہ ہذا کے سب سے پہلے شیخ الحدیث حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور جامعہ کے سب سے پہلے فاضل حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ اور ان کے رفقا کی ایک لمبی قطار بھی ہے جنھوں نے اس راہ میں ہر قربانی کو خندہ پیشانی سے پیش کیا اور ختمِ نبوت کے عقیدے کی دل وجان سے حفاظت کی۔

فتنۂ قادیانیت کے سلسلے میں حضرت شاہ صاحبؒ بے قراری

حضرت علامہ کشمیریؒ کو قادیانی فتنے نے کس قدر بے قرار کر رکھا تھا؟ بہتر ہوگا کہ میں اس کی چند جھلکیاں آپ کے سامنے پیش کروں:

مقدمۂ بہاولپور

۱۹۲۶ء میں ریاست بہاولپور میں عبدالرزاق نامی ایک شخص نے عائشہ نامی ایک عورت سے نکاح کیا، پھر وہ قادیانی بن گیا تو عائشہ نے قادیانی کے کافر ہونے کی وجہ سے عدالت میں فسخِ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا، اس کے مدِ مقابل عبدالرزاق کا کہنا تھا

کہ: قادیانی کافر نہیں ہے؛ بلکہ مسلمانوں ہی کا ایک اصلاح یافتہ فرقہ ہے؛ لہذا نکاح فسخ نہیں ہوا۔

ابتدا میں اگر چہ یہ مقدمہ دو فریق کے درمیان نکاح کی حرمت وحلت کا تھا؛ مگر ساتھ ساتھ جماعتِ قادیانی کی تکفیر پر بھی مشتمل تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اور مرزائی جماعت کے درمیان ایسے گھمسان کا رن پڑا کہ پورے غیر منقسم ہندوستان کی نظریں اس مقدمہ پر مرکوز ہو گئیں، اس مقدمے میں تمام مشاہیر علما کو شہادت کے لیے عدالت میں بلایا گیا، جب یہ مقدمہ آخری مراحل میں پہنچا تو حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ، حضرت مفتی صادقؒ اور تمام علما نے استدعا کی کہ: حضرت شاہ صاحبؒ کا ایک علمی بیان عدالت میں ہونا چاہیے۔

شاہ صاحبؒ ان دنوں خونی بواسیر کے سخت مریض تھے، ڈاکٹروں اور حکیموں نے سفر سے بالکل منع کر دیا تھا، اسی سال حج کا بھی ارادہ تھا، کمزوری بہت ہو چکی تھی؛ لیکن جونہی شاہ صاحبؒ کو دعوت پہنچی، آپ سفر کے لیے تیار ہو گئے، حکیموں کے منع کرنے کے باوجود آپ تشریف لے گئے اور فرمایا:

اگر قیامت کے روز حضور ﷺ نے یہ سوال کر لیا کہ: میری ختمِ نبوت کا مقدمہ پیش تھا، تجھے طلب کیا گیا اور تو نہیں گیا تو میں کیا جواب دوں گا؟ موت آنی ہی ہے، اگر اسی راستے میں آ گئی تو اس سے بہتر اور کیا ہو گا؟

چنانچہ آپ تاریخِ مقدمہ سے کئی روز پیشتر بہاولپور تشریف لے گئے اور تقریباً پچیس (۲۵) روز قیام فرمایا۔

نجات کا سامان

بہاولپور کی جامع مسجد میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: حضرات میں نے ڈابھیل جانے کے لیے سامان باندھ لیا تھا کہ یکا یک مولانا غلام محمد گھوٹوی کا ٹیلی گرام موصول ہوا کہ شہادت دینے کے لیے بہاولپور آ یئے: ایک مسلمان بچی کے نکاح کا مسئلہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ قادیانیت کے ارتداد و کفر کا مسئلہ ہے اور ختمِ نبوت کے اعتقاد کا مسئلہ ہے، ٹیلی گرام پڑھ کر میں نے پچھلی زندگی کے اعمال پر سوچا کہ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پوچھ لے کہ: کون سا عمل لائے ہو؟ پچھلی زندگی میں کوئی عمل رکھتے ہو تو پیش کرو؟ تو سوچنے کے بعد میرے دماغ میں کوئی ایسا عمل تازہ نہیں ہوا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرسکوں؛ چنانچہ اس عاجز نے ڈابھیل اور حج کا سفر ملتوی کر دیا اور بہاولپور کا سفر کیا؛ تاکہ قیامت کے دن حضور ﷺ کے منصبِ ختمِ نبوت کے تحفظ کرنے والوں میں شمار کیا جاؤں اور سمجھا جاؤں اور اس عمل کے صدقے میں میری بخشش ہو جائے۔

بہت ضعیف اور علیل ہوں، یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہمارا نامۂ اعمال تو سیاہ ہے ہی، شاید یہی بات میری نجات کا باعث بن جائے کہ نبیٔ کریم ﷺ کا وکیل بن کر عدالت میں پیش ہوں، ممکن ہے یہ نیکی میرے لیے توشۂ آخرت بن جائے، اس پر لوگ دھاڑیں مارتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

ہم سے تو گلی کتا بہتر

پھر فرمانے لگے: ہم سے تو گلی کا کتا بھی اچھا ہے، ہم اس سے بھی گئے گزرے

ہیں، وہ اپنی گلی و محلے کا حقِ نمک خوب ادا کرتا ہے، جب کہ ہم حقِ غلامی و امتی ادا نہیں کرتے، اگر ہم ناموسِ پیغمبر ﷺ کا تحفظ کریں گے تو قیامت کے دن حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی شفاعت کے مستحق ٹھہریں گے، تحفظ نہ کیا یا نہ کر سکے تو ہم مجرم ہوں گے اور ایک کتے سے بھی بدتر کہلوائیں گے۔

مرزا جہنم میں ہے

عدالت میں حضرت شاہ صاحبؒ کا آخری معرکۃ الآرا بیان ہوا اور قادیانیوں کی طرف سے ان پر جرح ہوتی رہی اور شاہ صاحب جواب دیتے رہے، آپ کے مدِ مقابل قادیانیوں کی طرف سے مشہور مرزائی مبلغ و مناظر: جلال الدین شمس تھا۔

آپ نے اس پر خوب جرح کی؛ مگر وہ کمال ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتا رہا اور ہر بات پر ''میں نہ مانوں'' کی رٹ لگاتا رہا، اس پر شاہ صاحب نہایت جلال میں آگئے اور ان پر ایک عجیب وغریب وجد طاری ہوگیا، آپ نے مرزائی مبلغ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

جلال الدین! اگر اب بھی مرزا قادیانی کے کفر میں کوئی شک ہے تو آ! میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے، میں تجھے بھری عدالت میں کھڑے کھڑے مرزا قادیانی جہنم میں جلتا ہوا دکھا سکتا ہو۔

اس پر جلال الدین شمس پر سکتہ طاری ہوگیا اور وہ کچھ نہ بول سکا، بعد ازاں عدالت سے فراغت کے بعد ایک مرید نے حضرت شاہ صاحب سے پوچھا: حضرت آج آپ نے عدالت میں بہت بڑی بات کہہ دی، اگر مرزائی مبلغ آپ سے مرزا

قادیانی کو جہنم میں جلتا ہوا دکھانے کا کہہ دیتا تو آپ کیا کرتے؟

اس پر شاہ صاحبؒ نے فرمایا: بالکل دکھا دیتا؛ کیوں کہ مجھے ہزار فی صد یقین کامل ہے کہ جو شخص تحفظِ ختمِ نبوت کا کام کرتا ہے اللہ اسے دوسرے کے سامنے کبھی رسوا نہیں کرتا، شرط یہ ہے کہ یہ مقدس کام اخلاص و محبت سے کیا جائے تب دنیا و جہاں کی تمام کامیابیاں اس کے قدم چومیں گی۔

چھ ماہ نیند اڑ گئی

مولانا بنوریؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے خود حضرتؒ سے سنا ہے کہ: جب یہ فتنہ کھڑا ہوا تو چھ ماہ تک مجھے نیند نہیں آئی اور یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں دینِ محمدی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے زوال کا باعث یہ فتنہ نہ بن جائے، فرمایا: چھ ماہ کے بعد دل مطمئن ہو گیا کہ: ان شاء اللہ! دین باقی رہے گا اور یہ فتنہ مضمحل ہو جائے گا۔

زخم کا خون

حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں: میں نے اپنی زندگی میں کسی بزرگ اور عالم کو اتنا دردمند نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت امام العصرؒ کو، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دل میں ایک زخم ہو گیا ہے جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے۔

آپ ﷺ کا منامی حکم

آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت مولانا انظر شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: درس میں ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ: تیس سال کے عرصے میں دس دس سال کے وقفے سے میں

نے تین مرتبہ رحمتِ عالم ﷺ کی زیارت کی، آپ ہر مرتبہ توجہ دلاتے تھے کہ: ختمِ نبوت کی حفاظت کرو اور قادیانی فتنے کو نیست و نابود کرنے کی ہر ممکن سعی کرو۔

قبر سے پیغام

والد صاحب کی وفات کے بعد حضرت مولانا حسین علی صاحب نقشبندیؒ (جن کے متعلق والدِ مکرم فرمایا کرتے تھے کہ یہ نقشبندیت کے امام ہیں) دیو بند تشریف لے گئے اور والد صاحب کی قبر پر بہت دیر تک مراقب رہے۔ جب دفتر تشریف لائے تو اہتمام کے ذمہ دار حضرات نے پوچھا کہ: آپ دیر تک مزار پر مراقب رہے، بتایئے! شاہ صاحب سے ملاقات بھی ہوئی؟

پہلے تو آپ نے بتلانے سے گریز کیا، بے حد اصرار کے بعد فرمایا کہ: حضرت شاہ صاحب سے میری لمبی گفتگو ہوئی، سب سے پہلے حضرت شاہ صاحب نے میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا: آپ تشریف لائے اور میرے بچوں کے سر پر دستِ شفقت رکھا۔

میں نے پوچھا کہ: آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا: نجات ہوگئی۔

میں نے دریافت کیا کہ: کون سا عمل کام آیا؟

فرمایا: میں نے ختمِ نبوت کے لیے جو کام کیا تھا وہ میرے لیے وسیلہ بن گیا اور فرمایا کہ: عالمِ قبر میں آکر مجھ پر یہ بات کھلی کہ ختمِ نبوت کی حفاظت و صیانت کے لیے کام کیا جائے تو اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عمل مقبول نہیں۔

شیطان اور مرزا

ایک دفعہ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے دارالعلوم دیو بند کے ایک جلسۂ

عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: قادیانی جماعت کا بانی مرزا قادیانی بلاشبہ مردودِ ازلی ہے، اس کو شیطان سے زیادہ لعین سمجھنا جزوِ ایمان ہے، شیطان نے ایک ہی نبی کا مقابلہ کیا تھا، اس خبیث اور بدباطن نے جمیع انبیاء علیہم السلام پر افترا پردازی کی۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے پیشِ نظر قادیانی فتنہ کے قلع قمع کرنے کے لیے چند اہم اقدامات تھے:

① اس فتنے کی ملعونیت وخباثت اس طرح اجاگر کی جائے کہ قادیانیت و مرزائیت کا لفظ بجائے خود گالی بن جائے؛ حتیٰ کہ خود قادیانی بھی اپنے آپ کو مرزائی یا قادیانی کہلانا عار اور شرم کا موجب سمجھیں۔

② اہلِ علم کی ایک باتوفیق جماعت تیار کی جائے جو قادیانیوں کی تلبیسات کا پردہ چاک کرے اور ان تمام علمی مباحث کو نہایت صاف اور واضح کر دے جو اسلام اور قادیانیت کے درمیان زیرِ بحث آئے ہیں۔

③ دعوت وتبلیغ اور مباحثہ ومناظرہ کے میدان میں ایسی پیش قدمی کی جائے کہ حریف پسپا ہونے پر مجبور ہو جائے اور اسے کسی گلی کوچے میں بھی مسلمانوں کو للکارنے کی جرأت نہ ہو۔

④ ردِ قادیانیت اور تحفظِ ختمِ نبوت مسلمانوں کا ایک مستقل مشن بن جائے؛ تاکہ جہاں کہیں قادیانیت کے جراثیم پائے جائیں وہاں ختمِ نبوت کا تریاق مہیا کیا جاسکے۔

عمر ضائع کر دی!!! ایک چشم کشا حقیقت

حضرت مولانا محمد شفیعؒ فرماتے ہیں: قادیان میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوتا تھا اور

مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ بھی اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔

ایک سال حسبِ معمول جلسے میں تشریف لائے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا، ایک صبح نمازِ فجر کے وقت میں حاضر ہوا تو دیکھا حضرت اندھیرے میں سر پکڑے بہت مغموم بیٹھے ہیں، میں پوچھا: حضرت! کیسے مزاج ہیں؟

کہا: ہاں! ٹھیک ہی ہے میاں! مزاج کیا پوچھتے ہو؟ عمر ضائع کردی۔

میں نے عرض کیا: حضرت! آپ کی ساری عمر علم کی خدمت اور دین کی اشاعت میں گذری ہے، آپ کے ہزاروں شاگرد، علما اور مشاہیر ہیں جو آپ سے مستفید ہوئے اور خدمتِ دین میں لگے ہوئے ہیں، آپ کی عمر ضائع ہوئی تو پھر کس کی عمر کام میں لگی؟

فرمایا: میں تم سے صحیح کہتا ہوں: عمر ضائع کردی۔

میں نے عرض کیا: حضرت! بات کیا ہے؟

فرمایا: ہماری عمر کا، ہماری تقریروں کا، ہماری ساری کدوکاوش کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کردیں، امام ابوحنیفہؒ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں اور دوسرے ائمہ پر آپ کے مسلک کی فوقیت ثابت کریں، یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا، تقریروں کا اور علمی زندگی کا، اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی! کیا ابوحنیفہؒ ہماری ترجیح کے محتاج ہیں کہ ہم ان پر کوئی احسان کریں؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام دیا ہے وہ لوگوں سے خود اپنا لوہا منوائے گا، وہ تو ہمارے محتاج نہیں۔

اور ہم امام شافعیؒ، مالکؒ اور احمدؒ بن حنبل اور دوسرے مسلک کے فقہا کے

مقابلے میں جو ترجیح قائم کرتے ہیں، کیا حاصل ہے اس کا؟ ارے میاں! اس کا تو کہیں حشر میں بھی راز نہیں کھلے گا کہ کون سا مسلک صواب تھا اور کون سا خطا؛ لہذا اجتہادی مسائل کا صرف اس دنیا میں فیصلہ کیسے ہوسکتا ہے؟

دنیا میں ہم تمام تر تحقیق و کاوش کے بعد زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی صحیح ہے اور وہ بھی صحیح ، یا یہ کہ یہ صحیح ہے؛ لیکن احتمال موجود ہے کہ یہ خطا بھی ہو اور وہ خطا ہے اس احتمال کے ساتھ کہ صواب ہو، دنیا میں تو یہ ہے ہی۔

قبر میں بھی منکر نکیر نہیں پوچھیں گے کہ: رفعِ یدین حق تھا یا ترکِ رفعِ یدین حق تھا؟ آمین بالجہر حق تھی یا بالسر حق تھی۔

اللہ تعالیٰ نہ امام شافعیؒ کو رسوا کرے گا، نہ امام ابوحنیفہؒ کو، نہ امام مالکؒ کو رسوا کرے گا نہ امام احمد بن حنبلؒ کو۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے علم کا انعام دیا ہے، جن کے ساتھ اپنی مخلوق کے بہت بڑے حصے کو لگا دیا ہے، جنھوں نے نورِ ہدایت چار سُو پھیلایا ہے، جن کی زندگیاں سنت کا نور پھیلانے میں گزریں، اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا کہ وہاں میدانِ حشر میں کھڑا کر کے یہ معلوم کرے کہ ابوحنیفہ نے صحیح کہا تھا یا شافعی نے غلط کہا تھا یا اس کے برعکس۔

تو جس چیز کو دنیا میں کہیں نکھرنا ہے، نہ برزخ میں اور نہ محشر میں، اسی کے پیچھے پڑ کر ہم نے اپنی عمر ضائع کر دی اور جو صحیح اسلام کی دعوت تھی اور سبھی کے مابین جو مسائل متفقہ تھے اور دین کی ضروریات جو سبھی کے نزدیک اہم تھیں، جن کی دعوت انبیائے کرام لے کر آئے تھے، جن کی دعوت کو عام کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا تھا اور جن منکرات

کو مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی تھی، آج وہ دعوت تو نہیں دی جارہی۔

آج تحفظِ ختمِ نبوت کا کام لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہورہا ہے اور فتنۂ قادیانیت جس کو مٹانے میں ہمیں جان قربان کرنا چاہیے، وہ پھیل رہا ہے، الحاد آرہا ہے، شرک و بت پرستی چل رہی ہے اور حلال وحرام کا امتیاز اٹھ رہا ہے؛ لیکن ہم لگے ہوتے ہیں ان فروعی بحثوں میں۔

حضرت شاہ صاحب نے آخر میں فرمایا: یوں غمگین بیٹھا ہوں اور محسوس کر رہا ہوں کہ عمر ضائع کردی۔ (آداب الاختلاف، افادات فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ص:۱۱)

ذات کا تحفظ افضل

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اپنے حلقۂ علمی میں بیٹھ کر فرمایا کرتے تھے کہ: میں یہ بات علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ: حدیث کی خدمت بھی اللہ کے دین کی خدمت ہے، قرآن کی خدمت بھی بہت اہم خدمت ہے، تفسیر کی خدمت بھی بہت بڑی سعادت ہے، فقہ کی خدمت بھی بہت بڑی نعمت ہے، تبلیغ کرنا بھی بہت اچھا کام ہے؛ لیکن تحفظِ ختم نبوت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تحفظ ہے، باقی چیزیں اقوال کا تحفظ ہیں، افعال کا تحفظ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا تحفظ ہیں؛ لیکن ذات کا تحفظ ان سب سے اولیٰ اور افضل ہے۔

حضرت علامہ کی آخری دنوں کی تقریر

حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت مولانا سید محمد انور شاہ

کشمیریؒ اپنی وفات سے تین دن پہلے اپنی چارپائی پر دیوبند کی جامع مسجد کے صحن میں تشریف لائے، تمام طالب علموں اور اساتذۂ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا:

آپ سب حضرات اور جنھوں نے مجھ سے حدیث پڑھی ان کی تعداد ۲ ہزار کے قریب ہوگی، تاریخِ اسلام کا میں نے جس قدر مطالعہ کیا ہے اس کی بنیاد پر پورے یقین سے کہتا ہوں کہ: اسلام میں چودہ سو سال کے اندر جس قدر فتنے پیدا ہوئے ہیں قادیانی فتنہ سے بڑا خطرناک اور سنگین فتنہ کوئی بھی پیدا نہیں ہوا۔

میں آپ سب سے کہتا ہوں کہ: اگر نجاتِ اخروی اور حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی شفاعت چاہتے ہو تو تحفظِ ختمِ نبوت کا کام کرو؛ کیوں کہ یہ کام آپ ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ ہے، مرزا قادیانی سے تمھیں جتنی نفرت ہوگی اتنا ہی تمھیں حضور ﷺ کا قرب نصیب ہوگا؛ اس لیے کہ دوست کا دشمن دشمن ہوتا ہے اور دوست کا دوست دوست ہوتا ہے، حضور ﷺ کو بے حد خوشی اس شخص سے ہوتی ہے جو اس فتنے کے استیصال کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دے، رسولِ اکرم ﷺ اس کے دوسرے اعمال کی نسبت اس کے اس عمل سے زیادہ خوش ہوتے ہیں، جو کوئی اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دے گا اس کی جنت کا میں ضامن ہوں۔ سبحان اللہ! دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں، آخری وقت ہے اگر فکر ہے تو اس فتنے کی۔

آپؒ کے قلبِ صافی پر فتنۂ قادیانیت کی شدت کا جو اثر تھا وہ آپ کی گفتگو اور خطبات سے نمایاں ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس فتنے کے استیصال کے لیے مامور من اللہ تھے اور ان کی تمام صلاحیتیں اس پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ قادیانیت کے قصرِ الحاد کو

پھونک ڈالیں اور یہی جذبہ آپ کے شاگردوں میں بھی رہا۔

علامہ یوسف بنوریؒ اور ختمِ نبوت

چنانچہ آپ کے مایۂ ناز شاگرد اور جامعہ ہذا کے سب سے پہلے فاضل حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کو بھی یہی فکر سوار تھی۔

سن عیسوی ۱۹۷۴ء میں تحریکِ ختمِ نبوت زوروں پر تھی، کاروانِ تحریک کے قائد حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ تھے، اس وقت کا ایک واقعہ مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ نے یوں بیان فرمایا:

ان دنوں حضرتؒ پر سوز و گداز کی جو کیفیت طاری رہتی تھی وہ الفاظ کے جامۂ تنگ میں نہیں سما سکتی، تحریک کے دنوں میں جو آخری سفر حضرتؒ نے کیا اس کی یاد کبھی نہ بھولے گی۔ اپنے مقام سے روانہ ہوئے تو حضرتؒ پر بیحد رقت طاری تھی اور جناب مفتی ولی حسن سے فرما رہے تھے:

مفتی صاحب! دعا کیجیے حق تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں، کفن ساتھ لیے جا رہا ہوں، مسئلہ حل ہو گیا تو الحمدللہ! ورنہ شاید بنوری زندہ واپس نہ آئے گا۔

حق تعالیٰ نے آپ کے سوزِ دَروں کی لاج رکھ لی اور قادیانی ناسور کو جسدِ ملت سے کاٹ کر جدا کر دیا گیا۔

مذکورہ تحریک کے دوران جب طلبہ جلسہ وجلوس میں حصہ لینے لگے تو حضرتؒ نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ضرورت پڑی تو پہلے بنوری اپنی گردن کٹوائے گا، پھر آپ کی باری آئے گی۔

ہماری ذمے داری

ہمارے لیے اصل لمحۂ فکریہ یہ ہے کہ یہ سب اسلاف تو اپنا اپنا کام پورا کر کے اپنے اللہ کے حضور پہنچ چکے، ہمارے لیے ابھی وقت اور موقع باقی ہے اور ہمارے سروں پر ان کا فرض بھی باقی ہے، اگر ہم نے اپنے حصے کا فرض ادا کر دیا اور موقع سے فائدہ اٹھالیا اور وقت کو قیمتی بنالیا تو امید کی جاسکتی ہے کہ ہم بھی ان حضرات کی صف میں جگہ پالیں گے۔

تحفظِ ختمِ نبوت کا کام شفاعتِ محمدی ﷺ کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے، قادیانیوں کو شیطان سے زیادہ لعین سمجھنا جزوِ ایمان ہے، اللہ کے راستے میں نکلنے کا جو ثواب ملتا ہے ایسا ثواب اس فتنے کے استیصال میں ملتا ہے، فتنۂ قادیانیت کے خلاف کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور نبیٔ کریم ﷺ کی توجہات کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا بہترین وسیلہ ہے، خوش بخت وسعادت مند انسانوں کو قدرت اِن کاموں کے لیے منتخب فرماتی ہے۔ اگر ہم روزِ محشر حضور ﷺ کی شفاعت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ تحفظِ ختمِ نبوت کے اعلیٰ ترین کام میں شریک ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہمارے ان اسلاف کی فکروں کا کچھ حصہ نصیب فرمائے جو ہمارے لیے آخرت میں نبیٔ کریم ﷺ کی شفاعت اور ہماری نجات کا ذریعہ بنے، آمین۔

مرزا قادیانی کا مختصر تعارف اور کرتوت

① مرزا کا نام ''غلام احمد''، والد کا نام ''غلام مرتضیٰ'' اور ماں کا نام ''چراغ بی بی'' تھا، مرزا جی کے بچپن میں لوگ انھیں ''سندھی'' یا ''دسوندی'' کہہ کر بلاتے تھے۔

(سیرت المھدی:۱/۸)

② مرزا صاحب نے اپنی ضرورت کے موقع سے اپنی خاندانی اصلیت بھی بدلی ہے:[۱] مغل [۲] فارسی [۳] فاطمی [۴] چینی [۵] اسرائیلی، وغیرہ۔ (روحانی خزائن: ۲۲/۲۰۹، ۱۷/۲۰۳۔۱۱۶)

③ متحدہ ہندوستان کے صوبہ: پنجاب، ضلع: گورداس پور، تحصیل: بٹالہ کے ایک گاؤں: ''قادیان'' میں مرزا صاحب پیدا ہوئے، مرزا جی کے ایک جھوٹ کو سچ کرنے کے لیے خود ان کی تاریخِ پیدائش میں بھی بہت ہیر پھیر کی گئی ہے:

[۱] ۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء۔ (سیرت المھدی:۲/۱۵۰)

[۲] ۱۸۳۳ء یا ۱۸۳۴ء۔ (سیرت المھدی:۳/۶۷)

[۳] ۱۸۲۹ء، ۱۸۳۰ء، ۱۸۳۳ء، ۱۸۳۴ء (سیرت المہدی:۳/۱۹۴)

④ مرزا جی دوسرے نبیوں کی طرح خوب صورت تو کیا ہوتے، خود بیماری کی دکان تھے، آنکھیں ہمیشہ آدھی بند رہتی تھیں، زبان میں لکنت تھی، ڈاڑھوں میں کیڑے پڑ گئے تھے، ہسٹریا اور مِراق کا دورہ پڑتا تھا، ذیابطیس، سر درد، دل اور دماغ کی کمزوری اور نامردی کی بیماری تھی، کبھی کبھی ایک ہی دن میں یا ایک ہی رات میں سوسو (۱۰۰) مرتبہ پیشاب آتا تھا۔ (روحانی خزائن:۱۵/۲۰۳، ۱۷/۴۷۱۔ سیرت المہدی:۲/۷۷، ۵۵، ۲۵، ۱۲۵)

⑤ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ''مدینۃ المنورۃ'' میں پیدا ہوں گے اور ''مکۃ المکرمۃ'' میں ظاہر ہوں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے ''دمشق'' میں اتریں گے اور مرزا جی کو زندگی بھر نہ ''مکہ''، ''مدینہ'' جانا نصیب ہوا، نہ ''دمشق'' دیکھنے کا موقعہ ملا۔

⑥ پرائی عورتوں سے بدنی خدمت لینا، شراب اور سنکھیا کا استعمال، اپنے مخالفین کو کافر ومشرک کہنا اور گالیاں بکنا مرزا کے محبوب مشغلے تھے، حج، اعتکاف، زکاۃ، تسبیح اور روزے کی توفیق نہیں ہوئی، معلوم ہوا کہ جو آدمی خود شریعت کے حکم پر نہ چل سکے وہ دنیا میں کہاں اسلام اور انصاف والی حکومت قائم کرسکتا ہے؟ (سیرت المہدی: ۳/ ۲۱۰، ۱۱۹۔ روحانی خزائن: ۱۸/ ۳۸۲، ۱۴/ ۵۳۔ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ: ۱۶۷، ۱۶۹)

⑦ مرزا جی کو وبائی ہیضہ (کالیرا) ہوگیا تھا جس کی وجہ سے قئے اور دست ہوتے ہوتے، ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء منگل کے دن ''لاہور'' میں مرزا جی مر گئے، پھر وہاں سے ٹرین کے ذریعے لاش قادیان لاکر ۲۷/ مئی کو دفن کی گئی۔ (سیرت المہدی: ۱/ ۱۱، ۱۲۔ سیرتِ مسیحِ موعود: ۹۵، ۹۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مختصر تعارف اور کارنامے

① آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا لقب مسیح، آپ علیہ السلام کا نام عیسیٰ اور ماں کا نام مریم ہے، آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خاص قدرت؛ کلمۂ کُن سے بغیر باپ کے صرف ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ (قرآن وتفسیرِ قرآن)

② آپ علیہ السلام کا خاندان بنی اسرائیل ہے، آپ علیہ السلام کے بھائی کا نام ''ہارون'' نانا کا نام ''عمران'' اور نانی کا نام ''حنّہ بنتِ فاقوذا'' ہے۔ (تفسیرِ قرآن)

③ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے لگ بھگ چھ سو (۶۰۰) سال پہلے آپ علیہ السلام ''بیت المقدس'' کے قریب ''بیت اللحم'' نامی جگہ پر پیدا ہوئے، پھر یہودیوں کے ظلم سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر زندہ اٹھالیا، آپ علیہ السلام ابھی بھی آسمان پر زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے آسمان سے اتر کر دنیا میں تشریف لائیں گے۔ (قرآن وتفسیرِ قرآن)

④ ''دمشق'' میں مشرق کی طرف سفید مینارے پر، کیسری رنگ کی دو (۲) چادر پہنے ہوئے (جیسے احرام میں باندھی جاتی ہے) دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھکر فجر کی نماز کے وقت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے (الترمذی: ۲/ ۴۸، باب فی فتنة الدجال)

⑤ آپ علیہ السلام بہت زیادہ خوب صورت ہوں گے، درمیانی قدوقامت والے، سفید جس میں لالی مِلی ہوا ایسے رنگ والے ہوں گے، بال تھوڑے گھنگریالے اور کندھوں تک لمبے ہوں گے، صفائی اور چمک کی وجہ سے ایسے معلوم ہوں گے کہ ان میں سے پانی ٹپک رہا ہو؛ حالاں کہ وہ بھیگے ہوئے نہیں ہوں گے۔ (ابوداؤد: کتاب الملاحم، باب

خروج الدجال۔ بخاری: کتاب الانبیاء، باب قول اللّٰہ عزوجل: واذکر فی الکتب مریم)

⑥ آپ علیہ السلام نے پیدا ہونے کے تھوڑے ہی وقت بعد گہوارے ہی میں عجیب بات کہی جو قرآن میں ہے:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۟ۙ

(ترجمہ) وہ (بچہ) بولا کہ: میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس (اللہ تعالیٰ) نے مجھ کو کتاب دی ہے اور مجھ کو نبی بنایا ہے۔ (مریم: ۳۰)

دوبارہ دنیا میں انصاف کرنے والے حاکم بن کر آئیں گے۔

صلیب توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے۔

یعنی بدلی ہوئی عیسائیت ختم ہو جائے گی۔

جزیہ (ٹیکس) لینے اور جہاد کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

''لُد'' شہر کے دروازے پر دجال کو قتل کر دیں گے۔

لوگوں کے دلوں سے ایک دوسرے کی برائی ختم ہو جائے گی۔

اور لوگ اتنے زیادہ مال دار ہو جائیں گے کہ زکاۃ لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔

(الترمذی: باب ما جاء فی نزولِ عیسیٰ)

⑦ آپ علیہ السلام اس دنیا میں واپس آکر نکاح فرمائیں گے، آپ علیہ السلام کی اولاد بھی ہوگی، لگ بھگ چالیس (۴۰) سال زندہ رہ کر وفات پائیں گے، مسلمان آپ علیہ السلام کی نمازِ جنازہ پڑھ کر آپ علیہ السلام کو ''مدینۃ المنورۃ'' میں روضۂ اقدس کے پاس چوتھی قبر میں دفن فرمائیں گے۔ (المشکوۃ: باب نزولِ عیسیٰ علیہ السلام، الفصل الثالث)

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف اور کارنامے

① حضور ﷺ نے فرمایا کہ مہدی کا نام میرے نام جیسا اور ان کے والد کا نام بھی میرے والد کے نام کی طرح ہوگا (یعنی ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا)۔(ابوداؤد:۲/ ۵۸۸، کتاب المہدی)

② حضرت مہدی کا خاندانی تعلق اہلِ بیت یعنی ''بنو ہاشم'' سے ہوگا، آپ اپنے والد کی طرف سے حضرت محمد ﷺ کی صاحب زادی: حضرت فاطمہؓ کے بیٹے: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے (حسنی سیّد) اور والد کی طرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے (حسینی سیّد) ہوں گے۔(ابوداؤد: ۲/ ۵۸۹)

③ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ''مدینۃ المنورۃ'' میں ہوگی، اور ''مکۃ المکرمۃ'' میں ظاہر ہوں گے، اس کے بعد دین پھیلانے کے لیے ''بیت المقدّس''(ملکِ شام) تشریف لے جائیں گے۔(ابوداؤد: ۲/ ۵۸۹۔ظہورِ مہدی)

④ گندمی رنگ، چھریرے بدن، چوڑی اور چمک دار پیشانی اور اونچی اور پتلی ناک والے، بہت زیادہ خوب صورت ہوں گے۔(ابوداؤد: ۲/ ۵۸۸، کتاب المہدی، منتخب کنز العُمال علی ھامش مسند احمد: ۶/ ۳۴)

⑤ گنے بغیر دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر مال تقسیم کریں گے اور زمین میں انصاف والی حکومت قائم کریں گے۔(مسلم: ۲/ ۳۹۶، مستدرک حاکم: ۴/ ۶۰۰)

⑥ ظاہر ہونے کے نویں / ۹ سال میں کُل انچاس (۴۹) برس کی عمر میں وفات ہوگی۔(ابوداؤد: ۲/ ۵۸۹، کتاب المہدی۔ترمذی: ۲/ ۴۷، باب ماجاء فی المہدی)

شکیل بن حنیف کا مختصر تعارف اور کرتوت

① شکیل بن حنیف کے ماننے والے اسے ''حضرت جی'' کہتے ہیں۔

② شکیل کے خاندان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں؛ مگر اس کی لکھی ہوئی بات سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ وہ فاطمی اور سیّد نہیں۔

③ ہندوستان کے صوبہ: بہار، ضلع: دربھنگہ، پوسٹ: عثمان پور کے ایک گاؤں: ''رتن پورہ'' میں ۱۹۶۸ء یا ۱۹۶۹ء کو پیدا ہوا۔

④ شکیل بہت چھپ چھپ کر رہتا ہے؛ اس لیے عام لوگوں کو اس کی شکل و صورت کا پتہ نہیں؛ البتہ ''مہدی'' اور ''عیسیٰ علیہ السلام'' کی خوب صورتی والی حدیث کو جھٹلاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ وہ خوب صورت نہیں۔

⑤ ہمارے علم کے مطابق تو شکیل کو اب تک مکہ و مدینہ اور دمشق دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔

⑥ ۱۹۹۱ء تک کالج میں پڑھتا رہا، پھر آدھی پڑھائی چھوڑ کر گھر بیٹھ گیا، اس کے بعد گھر والوں کی مخالفت کی وجہ سے گھر چھوڑ کر دہلی آیا اور پاٹنرشپ میں سوٹ کیس وغیرہ کے مٹیریل کی دکان کی؛ مگر وہ بھی برابر نہیں چلی۔

⑦ حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہونے کے بعد زیادہ سے زیادہ نو (۹) سال زندہ رہیں گے، اور شکیل نے ۲۰۰۲ء میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، اب تک پندرہ (۱۵) سال ہو چکے اور وہ زندہ ہے؛ لہٰذا حدیث کی روشنی میں شکیل کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرزا کی کتابوں کی فہرست

نمبر شمار	روحانی خزائن	کتابوں کے نام	سنِ تالیف	سنِ اشاعت	کل صفحات
۱	۱	براہینِ احمدیہ (اول)	۱۸۸۰ء	۱۸۸۰ء	۵۲
۲		براہینِ احمدیہ (دوم)	۱۸۸۰ء	۱۸۸۰ء	۸۰
۳		براہینِ احمدیہ (سوم)	۱۸۸۲ء	۱۸۸۲ء	۱۷۹
۴		براہینِ احمدیہ (چہارم)	۱۸۸۴ء	۱۸۸۴ء	۳۶۰
۵	۲	پرانی تحریریں	۱۸۷۹ء	۱۸۹۹ء	۴۶
۶		سرمۂ چشمِ آریہ	۱۸۸۶ء	۱۸۸۶ء	۲۷۳
۷		شحنۂ حق	۱۸۸۷ء	اپریل ۱۸۸۷ء	۱۲۲
۸		سبز اشتہار	۱۸۸۸ء	۱۸۸۸ء	۲۴
۹	۳	فتح اسلام	اواخر ۱۸۹۰ء	اوائل ۱۸۹۱ء	۴۸
۱۰		توضیحِ مرام	۱۸۹۱ء	۱۸۹۱ء	۵۲
۱۱		ازالۂ اوہام	۱۸۹۱ء	۱۸۹۱ء	۵۳۶
۱۲	۴	الحق (مباحثۂ لدھیانہ)	جولائی ۱۸۹۱ء	اکتوبر ۱۸۹۱ء	۱۲۵
۱۳		الحق (مباحثۂ دہلی)	اکتوبر ۱۸۹۱ء	جنوری ۱۹۰۵ء	۱۷۸
۱۴		آسمانی فیصلہ	دسمبر ۱۸۹۱ء	جنوری ۱۸۹۲ء	۴۴
۱۵		نشانِ آسمانی	مئی ۱۸۹۲ء	جون ۱۸۹۲ء	۵۳

۱۶	۵	آئینۂ کمالاتِ اسلام (اردو)	۱۸۹۲ء	فروری ۱۸۹۳ء	۳۶۰
۱۷		آئینۂ کمالاتِ اسلام (عربی)	۱۸۹۳ء	۱۸۹۳ء	۳۰۲
۱۸	۶	برکات الدعاء	۱۸۹۳ء	۱۸۹۳ء	۴۰
۱۹		حجۃ الاسلام	۱۸۹۳ء	۱۸۹۳ء	۳۰
۲۰		سچائی کا اظہار	۱۸۹۳ء	۱۸۹۳ء	۱۲
۲۱		جنگِ مقدس	۱۸۹۳ء	۱۸۹۳ء	۲۱۱
۲۲		شہادت القرآن	۱۸۹۳ء	۱۸۹۳ء	۱۰۴
۲۳	۷	تحفۂ بغداد (عربی)	جولائی ۱۸۹۳ء	۱۸۹۳ء	۴۰
۲۴		کرامات الصادقین (عربی)	مارچ ۱۸۹۳ء	مارچ ۱۸۹۳ء	۱۲۲
۲۵		حمامۃ البشریٰ (عربی)	۱۸۹۳ء	فروری ۱۸۹۴ء	۱۷۰
۲۶	۸	نور الحق (عربی/دوم)	۱۸۹۴ء	فروری ۱۸۹۴ء	۲۷۲
۲۷		اتمام الحجۃ (عربی)	۱۸۹۴ء	جون ۱۸۹۴ء	۴۲
۲۸		سر الخلافۃ (عربی)	۱۸۹۴ء	جولائی ۱۸۹۴ء	۱۱۸
۲۹	۹	انوار الاسلام	دسمبر ۱۸۹۴ء	دسمبر ۱۸۹۴ء	۱۲۵
۳۰		منن الرحمٰن	مئی ۱۸۹۵ء	۱۹۱۵ء	۱۲۳
۳۱		ضیاء الحق	۱۸۹۵ء	۱۸۹۵ء	۱۲۵
۳۲		نور القرآن (دوم)	۱۸۹۵ء	۱۸۹۵-۹۶ء	۸۶
۳۳		معیار المذاہب	۱۸۹۵ء	۱۸۹۵ء	۳۴

۳۴		آریہ دھرم	۱۸۹۵ء	۱۸۹۵ء	۱۰۸
۳۵	۱۰	ست بچن	۱۸۹۵ء	۱۸۹۵ء	۲۰۰
۳۶		اسلامی اصول کی فلاسفی	۱۸۹۶ء	۱۸۹۶ء	۱۳۸
۳۷	۱۱	انجامِ آتھم مع ضمیمہ	۱۸۹۶ء	۱۸۹۶ء	۳۴۷
۳۸		سراجِ منیر	۱۸۹۷ء	مئی ۱۸۹۷ء	۱۰۲
۳۹		استفتاء	مئی ۱۸۹۷ء	۱۸۹۷ء	۳۲
۴۰	۱۲	حجۃ اللّٰہ (عربی)	مارچ ۱۸۹۷ء	مئی ۱۸۹۷ء	۱۱۲
۴۱		تحفۂ قیصریہ	۱۸۹۷ء	مئی ۱۸۹۷ء	۳۲
۴۲		سراج الدین عیسائی کے ۴ سوالوں کے جوابات	۱۸۹۷ء	جون ۱۹۸۷ء	۴۸
۴۳		کتاب البریہ	۱۸۹۷ء	جنوری ۱۸۹۸ء	۴۳۲
۴۴	۱۳	ضرورۃ الامام	ستمبر ۱۸۹۷ء	۱۸۹۸ء	۵۲
۴۵		البلاغ (عربی)	مئی ۱۸۹۸ء	۱۹۲۲ء	۳۸
۴۶		نجم الہدیٰ (عربی)	۱۸۹۸ء	نومبر ۱۸۹۸ء	۱۵۰
۴۷		رازِ حقیقت	۱۸۹۸ء	نومبر ۱۸۹۸ء	۲۴
۴۸	۱۴	کشف الغطاء	۱۸۹۸ء	دسمبر ۱۸۹۸ء	۵۰
۴۹		ایام الصلح	۱۸۹۹ء	جنوری ۱۸۹۹ء	۲۰۰
۵۰		حقیقۃ المہدی (عربی)	۱۸۹۹ء	فروری ۱۸۹۹ء	۴۶
۵۱		مسیح ہندوستان	اپریل ۱۸۹۹ء	نومبر ۱۹۰۸ء	۱۰۸
۵۲		ستارۂ قیصریہ	۱۸۹۹ء	اگست ۱۸۹۹ء	۱۸
۵۳	۱۵	تریاق القلوب	جولائی ۱۸۹۹ء	۱۹۰۲ء	۴۰۰
۵۴		تحفۂ غزنویہ	۱۹۰۰ء	اکتوبر ۱۹۰۲ء	۶۲
۵۵		روئیدادِ جلسۂ دعا	فروری ۱۹۰۰ء	اکتوبر ۱۹۰۲ء	۴۰

۵۶	۱۶	خطبۃ الہامیہ (عربی)	اپریل ۱۹۰۰ء	۱۹۰۲ء	۳۳۴
۵۷		لجۃ النور (عربی)	۱۹۰۰ء	۱۹۰۲ء	۱۴۰
۵۸	۱۷	گورنمنٹ انگریزی اور جہاد	۱۹۰۰ء	مئی ۱۹۰۰ء	۳۴
۵۹		تحفۂ گولڑویہ مع ضمیمہ	اگست ۱۹۰۰ء	۱۹۰۲ء	۲۵۴
۶۰		اربعین (۴ حصے)	دسمبر ۱۹۰۰ء	۱۹۰۰ء	۱۴۲
۶۱	۱۸	اعجاز المسیح (عربی)	فروری ۱۹۰۱ء	۱۹۰۱ء	۲۱۲
۶۲		ایک غلطی کا ازالہ	نومبر ۱۹۰۱ء	۱۹۰۱ء	۱۲
۶۳		دافع البلاء	اپریل ۱۹۰۲ء	۱۹۰۲ء	۲۸
۶۴		الہدیٰ والتبصرۃ (عربی)	۱۹۰۲ء	جون ۱۹۰۲ء	۱۳۲
۶۵		نزول المسیح	جولائی ۱۹۰۲ء	اگست ۱۹۰۹ء	۲۴۲
۶۶	۱۹	کشتیِ نوح	۱۹۰۲ء	اکتوبر ۱۹۰۲ء	۸۸
۶۷		تحفۃ الندوۃ (التبلیغ)	۱۹۰۲ء	اکتوبر ۱۹۰۲ء	۱۶
۶۸		اعجازِ احمدی (ضمیمہ نزول المسیح)	۱۹۰۲ء	نومبر ۱۹۰۲ء	۱۱۲
۶۹		مواہب الرحمٰن (عربی)	۱۹۰۳ء	جنوری ۱۹۰۳ء	۱۴۴
۷۰		نسیمِ دعوت	۱۹۰۳ء	فروری ۱۹۰۳ء	۱۰۴
۷۱		سناتن دھرم	مارچ ۱۹۰۳ء	مارچ ۱۹۰۳ء	۱۶
۷۲	۲۰	تذکرۃ الشہادتین	۱۹۰۳ء	اکتوبر ۱۹۰۳ء	۱۲۸
۷۳		سیرۃ الابدال (عربی)	دسمبر ۱۹۰۳ء	دسمبر ۱۹۰۳ء	۲۱
۷۴		لیکچر لاہور	ستمبر ۱۹۰۴ء	۱۹۰۴ء	۵۴
۷۵		لیکچر سیالکوٹ	نومبر ۱۹۰۴ء	نومبر ۱۹۰۴ء	۴۶
۷۶		لیکچر لدھیانہ	نومبر ۱۹۰۵ء	دسمبر ۱۹۰۶ء	۵۰
۷۷		الوصیت	دسمبر ۱۹۰۵ء	دسمبر ۱۹۰۵ء	۳۴
۷۸		چشمۂ مسیحی	مارچ ۱۹۰۶ء	مارچ ۱۹۰۶ء	۶۰

۷۹	۲۱	تجلیاتِ الٰہیہ	مارچ ۱۹۰۶ء	۱۹۲۲ء	۲۴
۸۰		قادیان کے آریہ اور ہم	جنوری ۱۹۰۷ء	فروری ۱۹۰۷ء	۴۴
۸۱		براہینِ احمدیہ (پنجم)	۱۹۰۵ء	۱۹۰۸ء	۱۵۲
۸۲		ضمیمہ براہینِ احمدیہ	۱۹۰۵ء	۱۹۰۸ء	۲۷۶
۸۳	۲۲	حقیقۃ الوحی	۱۹۰۷ء	مئی ۱۹۰۸ء	۷۳۹
۸۴	۲۳	چشمۂ معرفت	۱۹۰۷ء	۱۹۰۸ء	۴۳۶
۸۵		پیغامِ صلح	مئی ۱۹۰۸ء	۱۹۰۸ء	۵۰

نوٹ: ان کتابوں کے نام قادیانیوں کی معتبر کتابوں سے لیے گئے ہیں۔

تمت بالخیر